ہفت روزہ

ٹیلیفون ۶۸۵۴۵/۷

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸/ اکتوبر ۱۹۶۰ء

ہدیہ ۲۵

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

دستگیر!

اے خدائے دو جہاں اے قادرِ مطلق قدیر
بے گماں ہے تو جہاں میں ہم سبھوں کا دستگیر
ہے نہیں دُنیا میں بے شک تیرا کوئی بھی شریک
ذات ہے بے مثل تیری بے مثال و بے نظیر
ہم ترے بندے ہیں عاجز اور تو معبود ہے
سر جھکاتے ہیں سبھی در پر ترے میر و فقیر
زندگی میں، قبر میں، محشر میں تو ہے آسرا
شان ہے غفار تیری بخش دے جُرمِ کبیر
ذات تیری کے سوا کوئی نہیں حاجت روا
تجھ کو کہتے ہیں علیم اور تجھ کو کہتے ہیں خبیر
المدد ذاتِ خُدا کی قبر میں سُن کر صدا
بے ضرر چھوڑیں گے مجھ کو قبر میں منکر نکیر!
وقتِ مُشکل ہم پکاریں گے تجھے مُشکل کشا
المدد ذاتِ خُدا، انورؔ کا تو ہے دستگیر!

نور محمد انورؔ کالا باغ

قطعات

(۱)

یا الٰہی میں تیرا بندہ ہوں
لاکھ بد فعلیوں سے گندہ ہوں
روزِ محشر میں لاج رکھ لیجو
اپنے اعمال پہ شرمندہ ہوں

(۲)

ترا چہرہ کیوں نورانی نہیں ہے
کیا تجھ پر فضلِ ربّانی نہیں ہے
کہاں تو اور کہاں یہ رُوسیاہی
مُسلماں یہ مُسلمانی نہیں ہے

از محمد نیاز کوکبؔ۔ کوٹ ادو



(۱)

رنجُور کو مسرُور بنانے والے
مسرُور کو رنجور بنانے والے
مجبُور کو مختار بنا دے اب تو
مختار کو مجبُور بنانے والے

(۲)

افلاک کو تاروں سے سجانے والے
ذرّوں کو خورشید بنانے والے
کر علم و عمل کی ہمیں توفیق عطا
مٹّی سے حسیں پھُول اگانے والے

(۳)

اس قوم کی یارب تو جہالت کو بدل
اخلاص و محبت سے تو نفرت کو بدل
صدقہ شہِ لولاک کا اے خالقِ کُل
اس قوم کی بگڑی ہوئی حالت کو بدل

حکیم عبدالمجید راحتؔی۔ مظفر گڑھ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون ۷۵۴۵ ۶

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۲۵

مساجد کے سامنے باجہ

انگریزوں کا زمانہ تھا۔ مسلمان ہندوؤں کو کافر اور ہندو مسلمانوں کو اچھوت سمجھتا تھا۔ مسلمانوں کا ہاتھ ان کے کھانے پینے کی چیز پر پڑ جانے سے وہ چیز اُن کے کھانے کے قابل نہ رہتی تھی۔ یہ اُن کے کسی سمجھدار بزرگ کی کارگذاری تھی۔ جو جانتا تھا کہ اگر ہندوؤں میں اتنی نفرت نہ قائم رکھی جائے تو اُن کی بُت پرستی مسلمانوں کی توحید کا کیا مقابلہ کرے گی۔ آخر کار سب کو مسلمان ہونا پڑے گا۔ بہر حال دونوں قوموں میں بُعد تو تھا ہی۔ مگر برٹش سیاست نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ دونوں میں عرصہ دراز تک کش مکش رہی۔ پھر آگے چل کر سیاسی طوفانوں میں یہ ایک دوسرے کے خلاف خوب محاذ بناتے رہے۔ چنانچہ ایک محاذ سخت گاؤ زبان کا تھا۔ گائے کی ذبح سے قربانی کے وقت ہندوؤں کی ماں مرتی تھی۔ مسلمان اسکو اسلامی شعائر کہتے اور کرتے رہے۔ زبان اُردو کو مسلمان قوم نے اپنایا ہُوا تھا۔ ہندو باوجود اُردو بولنے کے ہندی کا پرچار کرتا تھا گائے اور زبان کے مسئلہ نے خوب سر پھٹول کر دیا اور انگریزوں نے بھی اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔

ایک محاذ مسجد کا تھا جس کے سامنے سے مسلمان یہ نہ برداشت کر سکتے تھے کہ کوئی ہندوانہ برات مسجد کے سامنے سے باجہ بجاتے ہوئے گزر جائے۔ اس سوال پر کتنے ہی بار خون خرابے ہوئے۔ دونوں قوموں کے سورماؤں نے داد شجاعت دی۔ کبھی شیعوں کے تعزیئے اور ہندوؤں کے رام لیلا وغیرہ کے جلوس بھی باعث فساد ہو جایا کرتے۔ غرضیکہ دونوں قومیں ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتی تھیں۔ خدا خدا کر کے آزادی ملی۔ ڈی وایڈ اینڈ رول (لڑاؤ اور حکومت کرو) کے فلسفہ سے نجات ملی۔ مگر آزادی کے وقت دونوں قوموں نے آخری یادگار کے طور پر اتنا فساد مچایا کہ الامان والحفیظ۔ گویا ایک بیماری چیز چھوٹ رہی تھی۔ اس کو آخری وقت میں اتنا کیا۔ اور اتنا زور دیا کہ ساری عمر کے لئے کافی ہو قتل و غارت اور آبرو ریزی کا بازار ایسا گرم کر دیا۔ کہ رہتی دنیا تک اس کے آثار نہیں مٹ سکتے۔

پاکستان کے بعد

ہمیں ہندوؤں سے بحث نہیں۔ کفر سے بڑھ کر روحانی دُنیا میں اور کونسا گناہ بڑا ہو سکتا ہے۔ مگر مسلمانوں کی قابل رحم حالت پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ احترام مساجد جس کے لئے خون خرابے ہُوا کرتے تھے۔ اب کیوں قابل التفات نہیں رہا۔ وہ اُردو بیچاری اب کیوں کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہے تجارت پر پورا قبضہ کرنے کے بعد بھی مسلمان کیوں تجارت کے اسلامی اصول پر عمل نہیں کرتے۔ گائے کی قربانی تو رہی ایک طرف یہاں بعض جاہل نفس قربانی ہی کی مخالفت کرنے لگ گئے ہیں۔ انگریزوں نے زمانہ جنگ میں جہازوں کے فقدان کو آڑ بنا کر حج کو تقریباً بند کر دیا تھا۔ جس کے خلاف ملک بھر میں سخت احتجاج ہُوا۔ مگر اب یہاں یہ بحثیں ہو رہی ہیں کہ حج کرنا ضروری بھی ہے یا نہیں العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ہم کو یہاں صرف مساجد کے سامنے باجے پر کچھ عرض کرنا ہے۔ باجے ڈھول اور مزامیر لول بھی اسلام میں منہی عنہ (ممنوع) ہیں۔ سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے (او کما قال) گانے بجانے کی کثرت کو قرب قیامت کی نشانی بتایا گیا ہے اور دیکھئے کہ اس کی کثرت کس حد تک پہنچ چکی ہے۔ دنیا کے تمام ملکوں میں ریڈیو سٹ لگے ہوئے ہیں۔ براڈ کاسٹ اسٹیشن موجود ہیں۔ جن پر ۲۴ گھنٹہ گانا بجانا ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ کہلانے والے گھرانوں میں ریڈیو کا ہونا اسی طرح ضروری ہو گیا ہے کہ جیسے پنجابی کاشتکاروں کے ساتھ حقہ۔

اس کے سوا سینما میں بھی یہی ہوتا ہے قوالی کے نام سے تو باجے پہلے سے ہی بجتے تھے۔ اب مولود کے جلوسوں میں بھی یہ صنعت دیکھی اور سُنی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

خدائے برتر کے آخری رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہونا تھا ہو گئی۔

مسلمانوں سے سوال

لیکن ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں سے ایک سوال کرنا ہے۔ آپ کی وہ غیرت اب کہاں روپوش ہو گئی جو مساجد کے سامنے باجے بجنے پر ابھر آتی اور پھر پل بھر میں مجاہدانہ حملے شروع ہو جاتے۔ اب اگر کوئی اور نہیں رہا تو آپ خود کیوں اس معصیت میں گرفتار ہو گئے۔ آپ اب مساجد کے سامنے سے باجے بجاتے ہوئے کیوں گزر جاتے ہیں کیا وہ غصہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف ہندوؤں کو تنگ کرنے کے لئے تھا۔ یا پھر انگریز کے ایجنٹوں کے اکسانے پر ایسا کیا جاتا تھا۔ ہمیں اپنے حالات دیکھ کر سرِ ندامت جھکانا پڑتا ہے۔

ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ ایک دنیادار کمپنی نے حضرت خاتون جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام اپنی شہرت کے لئے غلط استعمال کیا تھا۔ جس پر بھارت کے ہندوؤں نے مسلمانوں کو طعنہ دیا۔ جس سے مسلمانان پاکستان کی رگِ حمیّت پھڑکی اور تب جا کر ان نام نہاد مسلمانوں کو عقل آئی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ چند دن پہلے ہم ایک الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

خدا بھی راضی شیطان بھی راضی

تھوڑے عرصہ کا ذکر ہے۔ ہمارے ایک دیندار دوست نے دیکھا کہ مسجد کے سامنے یہ لہو و لعب ہو رہا ہے۔ کسی نیک آدمی نے نماز میں ہرج واقع ہونے کی وجہ سے روک دیا وہ رُک گیا۔ جب نماز سے فراغت ہوئی ایک بوجھ بجھکڑ (معتبر آدمی) نے کہا۔ بجاؤ یارو اس میں کیا دھرا ہے۔ نماز بھی پڑھی یہ بھی ہو جائے۔ خدا بھی راضی شیطان بھی راضی۔ (باقی صـ۱۸ پر دیکھئے)

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضورؐ کی اطاعت کا جذبہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ اجْلِسُوْا فَسَمِعَ ذٰلِکَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَلَسَ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ :- حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر اطمینان سے بیٹھے تو آپؐ نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ ابن مسعودؓ نے یہ الفاظ سُنے تو مسجد کے دروازہ ہی پر بیٹھ گئے۔ جہاں وہ اس وقت کھڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب آپ کو دیکھا تو فرمایا عبداللہ بن مسعود (اندر) آ جاؤ۔

جمعہ کی نماز فوت ہوجانے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَکَ مِنَ الْجُمُعَۃِ رَکْعَۃً فَلْیُصَلِّ اِلَیْھَا اُخْرٰی وَمَنْ فَاتَتْہُ الرَّکْعَتَانِ فَلْیُصَلِّ اَرْبَعًا اَوْ قَالَ الظُّھْرَ رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ۔

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے جمعہ کی ایک رکعت پائی اس کو چاہیئے کہ وہ دوسری رکعت اس میں ملائے اور جس شخص کی دونوں رکعتیں فوت ہو جائیں اس کو چاہیئے۔ کہ وہ چار رکعت پڑھے یا آپؐ نے فرمایا کہ ظہر پڑھے۔

عیدین کی نماز

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَاْمُرُھُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَہٗ اَوْ یَاْمُرُ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے گھر سے عیدالفطر اور عید قربان کے دن عیدگاہ کی طرف اور سب سے پہلا کام یہ کرتے کہ نماز شروع فرماتے اور نماز سے فراغت کے بعد کھڑے ہوتے لوگوں کے سامنے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ پس آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے (یعنی خطبہ پڑھتے) وصیت کرتے۔ اور ضروری احکام صادر فرماتے اور کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم جاری فرماتے۔ اور کوئی خاص حکم نافذ کرنا ہوتا تو اس کو نافذ کرتے اور پھر گھر واپس چلے آتے۔

عیدین کی نماز میں آذان و تکبیر نہیں

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ :- جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں عیدین کی نماز پڑھی ہے۔ ایک دو مرتبہ نہیں بہت دفعہ ان نمازوں میں نہ تو آذان کہی جاتی ہے نہ تکبیر۔

عید کا خطبہ نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ یُصَلُّوْنَ الْعِیْدَیْنِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

عید کی نماز کا بیان

سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَھِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ یَذْکُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَۃً ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَھُنَّ وَذَکَّرَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ بِالصَّدَقَۃِ فَرَاَیْتُھُنَّ یَھْوِیْنَ اِلٰی اٰذَانِھِنَّ وَحُلُوْقِھِنَّ یَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ ھُوَ وَبِلَالٌ اِلٰی بَیْتِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کیا تم عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے (اور عیدگاہ پہنچ کر عید کی) نماز پڑھی اور پھر خطبہ پڑھا۔ ابن عباسؓ نے اپنے بیان میں آذان اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُن کو نصیحت کی۔ احکام دین یاد دلائے اور صدقہ فطر یا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا یا مطلق خیرات کا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سُن کر عورتوں نے اپنے ہاتھ کانوں اور گلوں کی طرف بڑھائے اور زیور اُتار کر بلالؓ کو دینا شروع کئے۔ اس کے بعد بلالؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو واپس تشریف لے گئے۔

عید کی دو رکعتیں ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی یَوْمَ الْفِطْرِ رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَھُمَا وَلَا بَعْدَھُمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے روز دو رکعت نماز پڑھی اور نہ تو ان دو رکعتوں سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی اور نماز ادا کی۔ (یعنی عیدگاہ میں)۔

عیدگاہ میں عورتوں کو جانے کی اجازت

عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَیَشْھَدْنَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَھُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ عَنْ مُصَلَّاھُنَّ قَالَتِ امْرَاَۃٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدٰنَا لَیْسَ لَھَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْھَا صَاحِبَتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ :- حضرت اُم عطیہؓ کہتی ہیں کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا۔ کہ ہم میں سے حیض والی عورتیں اور پردہ والی عورتوں کے علاوہ سب دونوں عیدوں میں عیدگاہ میں حاضر ہوں اور مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہوں اور اُن کی دعاؤں میں شامل ہوں۔ اور حیض والی عورتیں اپنے مصلّے سے علیحدہ رہیں۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خُطْبَۃُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از ـــــ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ ـ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ :- اور جو کچھ تمہیں رسول دے، اُسے لے لو، اور جس چیز سے منع کرے، اس سے باز رہو

کے متعلق تیسری۳ قسط

جو تعزیرات شرعیہ کے متعلق ہے

پہلی تعزیر جو زنا کے متعلق ہے
اس کے شواہد احادیث میں سے

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَ زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ اِنَّ رَجُلَیْنِ اِخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا اِقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ قَالَ الْاٰخِرُ اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ اَذِنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی ھٰذَا فَزَنٰی بِاِمْرَأَتِہٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیَ الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ مِنْہُ بِمِاۗئَۃِ شَاۃٍ وَ بِجَارِیَۃٍ لِّیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَأَلْتُ اَھْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی اِبْنِیْ جَلْدُ مِاۗئَۃٍ وَ تَغْرِیْبُ عَامٍ وَ اِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰی اِمْرَأَتِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتٰبِ اللّٰہِ اَمَّا غَنَمُکَ وَ جَارِیَتُکَ فَرَدٌّ عَلَیْکَ وَ اِمَّا ابْنُکَ فَعَلَیْہِ جَلْدُ مِاۗئَۃٍ وَّ تَغْرِیْبُ عَامٍ وَ اَمَّا اَنْتَ یَا اُنَیْسُ فَاغْدُ اِلٰی اِمْرَأَۃِ ھٰذَا فَاِنْ اِعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا ـ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ـ

ترجمہ :- ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد کہتے ہیں ـ کہ دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے ـ ان میں سے ایک نے کہا ـ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے ـ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے ـ اور مجھ کو واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے ـ آپ نے فرمایا ـ بیان کرو ـ اس نے کہا ـ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا ـ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا ـ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا ـ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی ـ پھر میں نے علماء سے مسئلہ پوچھا ـ انہوں نے کہا ـ کہ تیرے بیٹے کو سو دُرّے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا ـ اور سنگساری کی سزا اس کی عورت کو ملے گی ـ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سُن کر فرمایا ـ خبردار! قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہیں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا ـ تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی ـ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا ـ پھر آپ نے فرمایا ـ اے اُنیس تو اُسکی عورت کے پاس جا ـ اگر وہ جرم کا اعتراف کرے ـ تو اُس کو سنگسار کر دے ـ عورت نے اقرار کیا اور اُنیس نے اس کو سنگسار کیا ـ !

حاصل

یہ نکلا ـ کہ اگر کنوارا مرد کسی عورت سے زنا کرے ـ تو اُسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے اور ایک سال ملک بدر کیا جائے (اور بالفرض مرد شادی شدہ ہو اور زنا کرے ـ تو اس کی سزا رجم (یعنی پتھر اور ڈھیلے مار مار کر اُسے مار ڈالنا) ہے ـ

آج کل کے زانی

یہ نہ سمجھیں ـ کہ زنا کی سزا سے بچ چکے ہیں ـ نہیں نہیں ـ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں مر کر جائیں گے ـ تو پھر دیکھیں گے ـ کہ ان کو اس جرم کی سزا کیا ملتی ہے ـ اللّٰھمّ احفظنا من عذاب الذنب ـ آمین یا الله العالمین ـ

دوسری حدیث

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ اَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ فَکَانَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰیَۃُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ وَالرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ـ

ترجمہ :- عمرؓ کہتے ہیں ـ کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ـ اور ان پر اپنی کتاب نازل کی ہے ـ اور خدا تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ـ ان میں سنگساری کی آیت بھی ہے ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم (سنگسار) کیا ہے ـ اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے اور رجم خدا کی کتاب میں مقرر ہے اس شخص پر جو زنا کرے ـ اور وہ غیر شادی شدہ ہو ـ خواہ مرد ہو یا عورت ـ جبکہ شاہد موجود ہوں ـ یا حمل پایا جائے ـ یا جرم کا اعتراف ـ

تیسری حدیث

عَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ

لَهُنَّ سَبِيْلاً اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ رواه مسلم۔

ترجمہ:۔ عبادہ بن صامت کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مجھ سے زانی و زانیہ کی بابت حکم حاصل کرلو۔ ہاں مجھ سے انکی بابت حکم لے لو۔ خدا تعالےٰ نے عورتوں کے لئے ایک طریقہ مقرّر کر دیا ہے۔ کنواری عورت اگر کنوارے مرد سے زنا کرے۔ تو اس کے لئے سو درّے لگوائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور شادی شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے۔ تو سو کوڑے مارے جائیں۔ اور سنگسار کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ زانی زنا کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگائیں۔ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ اور اگر شادی شدہ ہے۔ تو مجرم کو سنگسار کیا جاویگا۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰی بِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِیْ اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِیْنَةِ فَلَمَّا اِذْ لَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰی اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰی مَاتَ متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ شخص پھر آپؐ کے سامنے آیا اور کہا۔ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے پھر مونہہ پھیر لیا۔ جب اس نے چار مرتبہ یہی الفاظ کہے اور شہادت کامل ہو گئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قریب بُلایا اور فرمایا۔ کیا تو دیوانہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو نے شادی کی ہے۔ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے جابر بن عبداللہ سے یہ سُنا تھا۔ کہ ہم نے (یعنی جابرؓ نے) اس کو سنگسار کیا۔ مدینہ کے اندر۔ جب اس کے جسم پر پتھر جا لگے۔ تو وہ بھاگا۔ یہاں تک کہ ہم نے اس کو مدینہ کے سنگستان میں جا پکڑا۔ اور پھر سنگساری شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

سُبحان اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا زمانہ کیسا مبارک زمانہ تھا۔ کہ مجرم بھول کر جرم کر بیٹھتا تھا۔ تو خوف خدا اس پر اتنا طاری ہوتا تھا۔ کہ اگرچہ اُسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ جرم کا اقرار کرنے میں میری جان جائے گی۔ باوجود اس کے وہ خود آ کر اقرار کر کے جان دے دیتا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مذکورۃ الصّدر روایت کا تتمّہ

یہ ہے۔" اس کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعریف کی۔ اس کے جنازہ پر نماز پڑھی۔ اور اس کے لئے دعا کی۔

دُوسری تعزیر چوری کے متعلّق ہے

احادیثُ الرّسُول سے اُسکے شواہد

پہلی حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ جِیْئَ بِسَارِقٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِیْئَ بِهٖ الثَّانِیَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِیْئَ بِهٖ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِیْئَ بِهٖ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ فَاُتِیَ بِهٖ الْخَامِسَةَ فَقَالَ اُقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَاَلْقَیْنَاهُ فِیْ بِئْرٍ وَ رَمَیْنَا عَلَیْهِ الْحِجَارَةَ رواه ابوداؤد والنسائی۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک چور کو لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ اس کا (دایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ دوبارہ اس کو پھر لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اسکا (بایاں) پاؤں کاٹ دو۔ تیسری مرتبہ پھر اس کو چوری کی علّت میں لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس کا (بایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر چوتھی مرتبہ اس کو لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ اس کا (دایاں) پاؤں کاٹ دو۔ چنانچہ پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پانچویں مرتبہ وہ پھر لایا گیا آپؐ نے حکم فرمایا۔ اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ اس کو لے گئے اور قتل کر دیا۔ پھر ہم اس کی نعش کو کھینچتے ہوئے لائے اور کنوئیں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتّھر مارے۔

دُوسری حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ قُرَیْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِیَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ یُّكَلِّمُ فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالُوْا وَ مَنْ یَّجْتَرِئُ عَلَیْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِیْنَ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الشَّرِیْفُ تَرَكُوْهُ وَ اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ وَ اَیْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی۔ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) قریش نے کہا۔ کون اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے۔ بعض لوگوں نے کہا۔ اسامہ بن زید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بہت محبّت ہے۔ اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسامہ نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو خدا کی حدود میں سفارش کرتا ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ تم سے پہلی اُمتیں اس لئے ہلاک ہوئی

ہیں۔ کہ ان میں سے جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا۔ تو اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور کمزور آدمی چوری کرتا تھا۔ تو اس کو سزا دیتے تھے قسم ہے خدا کی۔ اگر فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرے۔ تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ اُمَیَّۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اِعْتِرَافاً وَلَمْ یُوْجَدْ مَعَہٗ مَتَاعٌ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَخَالُکَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰی فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کُلَّ ذٰلِکَ یَعْتَرِفُ فَاَمَرَ بِہٖ فَقُطِعَ وَجِیْءَ بِہٖ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ عَلَیْہِ فَقَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ ثَلٰثًا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ ابی امیہ المخزومی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک چور لایا گیا۔ جس نے صاف الفاظ میں چوری کا اعتراف کیا۔ لیکن اس کے پاس چوری کا مال نہیں نکلا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی۔ اس نے کہا ہاں (میں نے چوری کی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار اسی طرح فرمایا اور اس نے ہر مرتبہ چوری کا اعتراف کیا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپؐ نے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور توبہ کر اُسنے کہا میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تین بار یہ فرمایا۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔

تیسری تعزیر

جو شراب پینے کے متعلق ہے

اس کے شواہد۔ پہلا شاہد

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ یُؤْتٰی بِالشَّارِبِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ عَلَیْہِ بِاَیْدِیْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِیَتِنَا حَتّٰی کَانَ اٰخِرُ اِمْرَۃِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِیْنَ حَتّٰی اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِیْنَ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ سائبؓ بن یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کے ایام میں اور عمرؓ کی خلافت کے ابتداء میں جب کوئی شراب پینے والا پایا جاتا تو ہم اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے اور چادروں کے کوڑے بنا کر مارتے پھر جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری دور ہوا تو چالیس کوڑوں کی سزا مقرر ہوئی اور جب شراب پینے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس کی سزا اسّی کوڑے مقرر ہوئی۔

دوسرا شاہد

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَزْھَرِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِضْرِبُوْہُ فَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالنِّعَالِ وَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالْعَصَا وَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالْمِیْتَخَۃِ قَالَ ابْنُ وَھْبٍ یَعْنِی الْجَرِیْدَۃَ الرَّطْبَۃَ ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُرَابًا مِنَ الْاَرْضِ فَرَمٰی بِہٖ فِیْ وَجْھِہٖ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن الازہر کہتے ہیں کہ میں اس منظر کو اب بھی اپنی نگاہوں کے سامنے پاتا ہوں۔ جو میں نے ایک مرتبہ دیکھا۔ یعنی یہ کہ ایک شخص کو جس نے شراب پی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ اس کو مارو۔ بعض نے ہم میں سے اس کو جوتیوں سے مارا۔ بعض نے لاٹھی سے مارا اور بعض نے کھجور کی شاخوں سے پھر رسول اللہ صلی اللہ نے زمین سے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر ڈال دی۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ دِیْنِکَ الْمُقَدَّسِ
اٰمین یا اِلٰہ العالمین

خدام الدین کی توسیع اشاعت آپ کا دینی فریضہ ہے۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ر ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

کسی گذشتہ جمعہ میں ایک حدیث شریف ذکر کر چکا ہوں۔ کہ مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ سب گناہوں سے مغفرت فرما دیتا ہے۔ بشرطیکہ نیک نیتی سے شامل ہوں۔ عمل نیک ہو اور نیت بد ہو تو عمل بد ہے۔ عمل بد ہو اور نیت نیک ہو تو عمل نیک ہے۔ انّما الاعمال بالنیّات۔ تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو محض اپنی رضا حاصل کرنے کی نیت سے یہاں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اب دیکھئے ایک شخص صرف ایک نماز (عشاء یا مغرب یا جس نماز میں مجمع عام ہوتا ہے) پڑھتا ہے تاکہ لوگ مجھے نمازی سمجھیں باقی چار نمازیں غائب۔ تو یہ دکھلاوے کی نماز ہے اور ریاء ہے۔ اور ریاء شرک ہے تو نماز عمل نیک ہے۔ لیکن نیت بد ہے اس لئے عمل بد ہے اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوا۔

دوسری مثال:۔ ایک مریض کی پنڈلی میں زہریلا پھوڑا ہے۔ ڈاکٹر اس کے کھٹنے سے اس لئے ٹانگ کاٹ دیتا ہے۔ کہ اگر اس کا زہر پھیل گیا تو مریض مر جائے گا۔ بیوی بیوہ ہو جائے گی۔ بچے یتیم ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کی نیت نیک ہے کہ اب اس کا زہر اوپر نہیں چڑھے گا اور یہ مریض بچ جائے گا۔ اگرچہ یہ لنگڑا تو ہو جائے گا۔ لیکن ٹانگہ پر ہی جا کر روزی کما لائے گا۔ اور بال بچوں کو کھلائے گا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ عمل تو بد ہے کہ ایک مسلمان کی

ٹانگ کاٹ دی۔ لیکن نیت نیک ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کو ثواب ملے گا۔ غرض اس مجلس میں بھی جو شخص نیک نیتی سے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔ انما الاعمال بالنیات کتنا بڑا حلقہ ہے۔ فرشتے بھی اتنے ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک نیتی سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

اب دوسری چیز عرض کرتا ہوں۔ ایک شعر ہے ؎

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے۔ بوڑھا بھیڑیا دانت نہ ہونے کی وجہ سے چیر پھاڑ نہیں سکتا۔ اس لئے پرہیزگار ہو گیا ہے۔

جو کچھ چار پانچ جمعرات سے عرض کر رہا ہوں یہ خالی نہیں جائے گا۔ خدا کے واسطے آپ کی راہنمائی کرتا ہوں۔ جوانی میں خدا کے ڈر سے کسی کو نہ ستائیں۔ تو یہ ثواب ہے۔ جب آپ کسی سے بدلہ لینے کے لئے نقصان پہنچا سکتے ہوں۔ اور نہ پہنچائیں تو یہ کمال ہے۔ اور بوڑھے ہو جائیں بوجہ کمزوری بدلہ نہ لے سکیں۔ اور اس وقت معاملہ خدا کے سپرد کر دیں تو یہ کوئی بہادری نہیں ہے۔ جب میں بیعت کیا کرتا ہوں تو ہر عورت ہر مرد کو کہا کرتا ہوں کہ کسی کو دکھ نہ پہنچانا۔ پکا سچا اور کھرا اصلی مسلمان وہ ہے۔ جو خدا کو بھی راضی رکھے اور مخلوقِ خدا کو بھی راضی رکھے۔ جب تک قلب صاف نہیں ہوگا تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ انگریزی سکولوں، کالجوں میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ وہاں تو بی۔ اے۔ ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ تک کہیں کلمہ بھی نہیں ہے۔ لیکن عربی مدارس میں جہاں مذہبی تعلیم ہوتی ہے۔ وہاں بھی ان امراض سے عبور تو کرا دیا جاتا ہے۔ لیکن حال نہیں بنتا۔ میں بھی اس کٹھیالی سے ڈھل کر نکلا ہوں۔ اور بخوبی جانتا ہوں کہ جب تک کسی اللہ والے کے ہاں نہ جائے قال حال نہیں بنتا۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا سے شفایاب کر کے اٹھائے۔ آمین ورنہ یہ بیماریاں قبر میں بھی ستائیں گی۔

دیہات میں چوہدری کیا کرتے ہیں۔ قتل کسی سے کراتا ہے اور نام دشمنی کی وجہ سے دوسرے کا لکھواتا ہے۔ جھوٹے گواہ سکھا کر پولیس افسر سے ابتدائی رپورٹ حسب منشاء لکھوا کر بے گناہ کو سزا کرا دیتا ہے۔ پولیس افسر نمائندہ حکومت کا ہوتا ہے اور جو رپورٹ مرتبہ کر جاتے ہائی کورٹ کے ججوں نے اسی کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ صحیح صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے جج تھوڑے ہی دیہاتوں میں آتا ہے۔ کیا یہ واقعات نہیں ہوتے؟

یاد رکھو! جب تک کسی کو نقصان پہنچانے کی طاقت ہے۔ اور نقصان نہ پہنچاؤ۔ تب صبر کرو۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ جوانی میں ان امراض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ اس وقت بھی ان امراض میں مبتلا ہیں۔ شیطان ہر وقت خدا تعالیٰ کی مخالفت کراتا ہے۔ ہمارے بابا آدم علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔ لیکن شیطان ابھی تک زندہ ہے اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی اجازت لے رکھی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ ص آیات ۷۹ تا ۸۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ عرض کی اے میرے رب پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا۔ پس تمہیں مہلت ہے۔ وقت معین کے دن تک۔ عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔ فرمایا۔ حق بات یہ ہے کہ میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب سے جہنم بھر دوں گا۔

اس کے حملہ سے نہ عالم بچتا ہے نہ زمیندار بچتا ہے نہ دوکاندار بچتا ہے۔ ہر وقت ہر گھڑی ہر لحظہ اس سے بچنا پڑے گا۔ پتہ بھی نہیں لگنے پاتا کہ دل میں ریاء لائے گا۔ کہیں عجب لائے گا۔ کہیں بخل لائے گا۔ کہیں اسراف کرائے گا۔ کہیں حسد لائے گا۔ آدمی اگر تربیت یافتہ ہوگا تو اس کے حملہ سے بچے گا۔

صرف انبیاء علیہم السلام ہی معصوم و مامون ہوتے ہیں۔ باقی سب خطرے میں ہیں۔ مجھ پر بھی حملہ کرتا ہے۔ لیکن خدا کے فضل سے مجھے تنبہ ہوتا ہے۔ اور اس کے وار کو روکتا ہوں۔ اور اصلاح کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ پناہ دے شیطان کے حملہ سے آدمی بڑی مشکل سے بچ سکتا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ علماء کرام کی صحبت میں لفظی ترجمہ پڑھنا تو آجاتا ہے لیکن حال نہیں بنتا۔ اللہ والوں کی صحبت میں قال سے حال بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے میری تربیت فرمائی ہے۔ چالیس سال میں اپنے شیوخ کی صحبت میں رہا ہوں۔ مگر اب بھی شیطان مجھے نہیں چھوڑتا۔ مجھ پر بھی حملے کرتا ہے۔ اللہ والوں نے لا کی تلوار کی مشق کرائی ہے۔ تقریر کر رہا ہوں۔ شیطان ریاء لاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کی تلوار سے گردن کاٹ دیتا ہوں۔ ایک دفعہ لا الٰہ کی تلوار گھمائی سب مر گئے۔ یہ علاج تجویز کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی شفایاب فرمائے۔ آمین۔

ایک مہینے سے اصلاح حال پر زور دے رہا ہوں۔ لیکن مجھے اب تک یقین نہیں ہے کہ آپ کی اصلاح ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ ان امراض روحانی سے بچ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ اعمال نامہ میں جمع رہیں تو ہلاکت کا سبب بنیں گی۔

سکولوں اور کالجوں میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ انگریز تمہیں خدا پرست تھوڑے ہی بناتا تھا۔ وہ تو اپنی سلطنت چلانے کے لئے مشینری کے پرزے ڈھالتا تھا۔ اس واسطے وہاں تو ان امراض کا

ذکر ہی نہیں ہے۔ البتہ مدارس عربیہ میں ان امراض کی تعلیم ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو ہوشیار نہیں رکھیں گے تو خطرہ میں رہیں گے۔ بیعت کرتے وقت چار چیزوں کی نفی کراتا ہوں، کہ خیال کرو نہ زمین رہے، نہ آسمان، نہ انسان رہے نہ شیطان۔ صرف ایک اللہ باقی رہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوں اور مخلوق سے یوں کہ کبھی کسی کو دکھ نہ پہنچانا۔ سچا مسلمان وہ ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہو اور خلق خدا بھی راضی ہو۔ اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ کو ان امراض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توبہ کا دروازہ قبر میں جانے کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ جب عذاب قبر ہوگا۔ تو پھر توبہ کرے گا۔

یاد رکھو مرنے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی ــــ!

یہ قرآن بخشوانے کی رسم (اسقاط) کہاں سے نکالی ہے۔ یہ غلط ہے۔ دادا گناہ کرے اور پوتا قرآن بخشوائے۔ گناہ کرے کوئی۔ اور توبہ کرے مولوی ؎

خلاف پیمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید کا کوئی نسخہ نہ تھا۔ البتہ دماغوں میں محفوظ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حافظ قرآن تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک نسخہ جمع کیا تھا۔ کہیں اونٹ کی ہڈیوں پر کہیں کھجور کے پتوں پر لکھا ہوا تھا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی وہی ایک نسخہ تھا۔

خلافت عثمانیہؓ کے دور میں جب حضرت عثمانؓ خلیفۃ المسلمین تھے۔ تو اس وقت اسلامی حکومت مشرق و مغرب میں پھیل چکی تھی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ ام المؤمنین سے وہ نسخہ منگوا کر اس کی نقلیں کرائیں اور تمام ممالک میں بھجوائیں ــــ

اللہ تعالیٰ ہر شخص کو خوف خدا عطا فرمائے۔ ان امراض روحانی سے متنبہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دنیا سے شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

وآخر دعونا عن الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

سبحٰنک اللّٰھمّ وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الاّ انت نستغفرک ونتوب الیک نسئلک الجنۃ ونعوذ بک من النّار۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں
(اقبالؒ)

اعلان!

مدرسہ عربیہ دار العلوم سعدیہ جامع مسجد کلاں منڈی صادق آباد کیلئے مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے تعلیمی خدمات حاصل کرنیکی ماہ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ سے سخت ضرورت درپیش ہے خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ گفتگو فرما کر مشکور فرماویں تنخواہ معقول دیجاویگی (۱) عربی مدرس صاحب جو کہ تمام کتب عربی میں پوری مہارت رکھتے ہوں اور کم از کم بیس سال تعلیمی تجربہ رکھتے ہوں فاضل دیوبند کو ترجیح دیجاویگی (۲) ایک مستند قاری صاحب جو کہ مخلص اور متدین ہوں (۳) دو ماسٹر صاحبان جو کہ خوشنویس اور پانچ جماعت تک تمام مضامین بخوبی پڑھا سکیں مستند ہونا ضروری نہیں ہے انگریزی تعلیم لازمی نہیں ہو گی۔ موحد اور متدین ہونا شرط ہے پرانے تجربہ کار کو ترجیح دی جاویگی۔
خادم العلماء والاولیاء (مولانا) عبد الکریم مہتمم دار العلوم سعدیہ جامع مسجد کلاں منڈی صادق آباد ضلع رحیم یار خاں بہاولپور ڈویژن

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

ملتان میں فقید المثال ثقافتی اجتماع

جائزہ حسنِ قرأت

مجلس حسن قرأت کا دوسرا سالانہ اجلاس ۳ ر ۴ ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو ملتان کی تاریخی مسجد عیدگاہ میں منعقد ہوگا۔ جس میں کل مغربی پاکستان کے قاری حضرات کا جائزہ حسن قرأت لیا جائے گا۔ اور حسب ذیل نقد انعامات دیئے جائیں گے۔

۱۔ ماہر قاریوں کے لئے	پہلا انعام -/۳۰۰ روپیہ	دوسرا انعام -/۲۰۰ روپیہ	تیسرا انعام -/۱۵۰ روپیہ
۲۔ حفظ سے فارغ التحصیل طلباء کیلئے	" -/۲۵۰ "	" -/۱۵۰ "	" -/۱۰۰ "
۳۔ حفظ سے فارغ ۱۲ سال سے کم عمر بچوں کیلئے	" -/۱۷۵ "	" -/۱۰۰ "	" -/۷۵ "

جائزہ میں شرکت کرنیوالوں کیلئے سبعہ قرأت جاننا ضروری ہے جسکی درخواست داخلہ میں وضاحت ہونی چاہیئے۔ داخلہ محدود ہے یعنی ۲۰ بچوں، ۲۰ قاریوں اور ۵۰ طلباء کے لئے ہوگا۔ اسلئے عربی اسلامی مدارس کو خود اپنے ہاں کے قاری بچوں اور طالبعلموں کا جائزہ لینے کے بعد ان میں اول آنیوالے ایک طالبعلم یا بچے یا قاری کا نام بھیجنا ہوگا جو بذریعہ درخواست ۱۰ر نومبر تک مخدوم سجاد حسین صاحب نائب صدر بلدیہ ملتان کو پہنچ جانا چاہیئے، زیادہ درخواستیں وصول ہونے پر فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا جسکا داخلہ منظور کر لیا جائیگا ان کے قیام و طعام کا انتظام مجلس کے ذمہ ہوگا مگر بستر موسم کے مطابق ہمراہ لانا ہوگا۔ مستحق انعام قراء کا فیصلہ ماہر قاریوں کا بورڈ کرے گا۔ ملک میں صحیح اسلامی ثقافت کے احیاء اور قرآن کریم حفظ کرنیوالوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آپ سے درخواست ہے کہ اس مبارک تقریب کے انعقاد و انعامات کے اخراجات کے لئے اپنا عطیہ ۳۱ر اکتوبر تک سید ابن حسن صاحب برنی مینجر حبیب بنک، ملتان خزانچی مجلس ہذا کے پاس بھیج کر ثواب دارین حاصل کریں۔

○ اس تاریخی اجتماع کے موقع پر قرآن کریم کے قلمی نسخوں اور مختلف زبانوں کے تراجم کی نمائش کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے جو حضرات اس نوع کے نوادرات عاریتہً ضمانتہً عطا فرمانا چاہیں وہ میاں محمد باقر صاحب (صدر مجلس تعمیر ملت) ناظم نمائش کو معرفت دفتر مجلس حسن قرأت مطلع کریں۔ انکے نوادرات پوری حفاظت کے ساتھ منگائے، رکھے اور واپس کئے جائیں گے۔

○ اس تقریب سعید کے موقع پر قرآنی لائبریری کا بھی سنگِ بنیاد رکھا جائے گا جسمیں دنیا کے ہر نوع کے مطبوعہ و قلمی قرآن مجید اسکے ہر زبان کے تراجم، تفاسیر اور قرآن کریم کے متعلق ہر نوع کا لٹریچر جمع کیا جائے گا۔ جو حضرات اس سلسلہ میں عملی تعاون کرنا چاہیں وہ معرفت دفتر ہذا نوابزادہ محمد قاسم خاں صاحب ڈویژنل کونسلر کو اطلاع بخشیں۔

○ اس تقریب سعید میں ملکی و غیر ملکی مقتدر حضرات کی شرکت کی توقع ہے۔ جن کے اسماء گرامی کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔ مزید معلومات پتہ ذیل سے حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر

منشی عبد الرحمٰن خاں سیکرٹری مجلس حسنِ قرأت چہلیک ملتان شہر

فون نمبر ۲۶۷۵

جناب مولانا عبدالوہاب صاحب کراچی

زناکاری کا انجام

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی ۔ اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِیْلًا ۝

ترجمہ :- زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ یقیناً یہ ایک بڑی بے حیائی کا کام اور برا طریقہ ہے۔

اس حقیقت سے تو کسی کو بھی انکار نہیں کہ مسلمان بہرحال مسلمان ہے وہ کسی حالت میں بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اِلّا یہ کہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے کسی اصول کا انکار کر دے یا خالق کائنات کے ساتھ کسی دوسرے کو کائنات کی کسی چیز میں اس کا شریک اور حصہ دار ٹھہرائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب مسلمان مرد اور مسلمان عورت یقینی طور پر یہ مانتا ہے کہ میرا کوئی مالک اور آقا ہے میں اس کا بندہ اور غلام ہوں اور یہ بھی مانتا ہے کہ پیغمبرؐ برحق یقینی طور پر ہماری رہنمائی کرنے والے ہیں اور صحیح معنی میں محبوب بھی ہیں۔ پھر کونسی رکاوٹ اور کونسی وجہ درپیش ہے کہ جس کی بنا پر آج کتنے ہی لوگ اپنے مالک حقیقی کے صاف اور صریح حکم (کہ زنا کے قریب بھی مت پھٹکو۔ یقیناً یہ بڑی بیحیائی کی بات بھی ہے اور بُرا طریقہ بھی ہے) کے خلاف کرنے پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔ ہمارا سوال ہے کہ کیا پیغمبر برحق ماننے اور محبوب گردانتے کا تقاضی ہے کہ آپ ان کے فرمانوں کو پڑھ کر اور سن کر ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیں اور کوئی بھی عملی تبدیلی نہ پیدا کریں۔ کیا خداوند عالم کا یہ فرمان کہ (جن عورتوں کے متعلق زناکاری کا الزام پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے ان کو انسانی سوسائٹی سے جدا کر کے گھروں میں قید کر دیا جائے۔ وہ وہاں یا تو مقید رہتے رہتے مر جائیں گی یا پھر خداوند عالم کوئی مناسب راہ ان کے لئے تجویز فرما دے گا۔) کسی سوچ پر مجبور نہیں کرتا۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا (نساء ع ۳)

یہ اسلام کا اس سلسلہ میں ابتدائی حکم تھا۔ اسی طرح اس سلسلہ کا یہ دوسرا حکم (کہ جن مرد و عورت سے یہ بدکاری سرزد ہو جائے۔ ان کو مجمع عام میں کھڑا کر کے ہر ایک کے سو سو کوڑے لگائے جائیں اور ان کے ساتھ اس بارے میں کوئی لحاظ کا پہلو نہ برتا جائے اور ایسے مرد و عورت اگر نکاح کرنا چاہیں تو اپنے جیسے بدکاروں سے یا مشرکوں سے تو نکاح کر سکتے ہیں۔ لیکن ایمانداروں کو ان سے نکاح کرنے کی قطعاً اجازت نہیں) کیا ایک مسلمان مرد و عورت کے لئے یہ خطرہ کا الارم نہیں۔

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (النور ع ۱)

اور اسی طرح اسلام کا یہ تیسرا حکم کہ اگر اس قسم کی بدکاری کرنے والے مرد و عورت شادی شدہ ہیں تو ان کو مجمع عام میں لا کر پتھروں سے مار مار کر تباہ کر ڈالا جائے۔ آپ کو سہماتا نہیں۔

غور کیجئے کہ اس دنیا میں کافر زندہ رہ سکتا ہے۔ منافق کو مہلت مل سکتی ہے۔ چور کو، شرابی کو، سود خوار کو رعایت مل سکتی ہے۔ لیکن رعایت اور مہلت اگر نہیں مل سکتی تو زناکار کو نہیں مل سکتی یہ کیوں، محض اس لئے کہ زناکاری انسانیت پر اتنا بدنما داغ ہے کہ غیرت اسلامی اس کے مجرم کو انسانی معاشرہ میں زندہ رہنا بھی برداشت نہیں کر سکتی کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اس کے جراثیم پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔ یہ وہ بدترین ناسور ہے کہ جس جگہ بھی یہ پڑتا ہے تا زندگی بند نہیں ہوتا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اس سلسلہ میں سخت سے سخت پابندیاں لگائی جائیں۔ چونکہ زنا کے نتائج انتہائی بدترین تھے اس بنا پر اسلام میں اس کے ہر پہلو کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نگاہ بد سے دیکھنے والے پر اور نیت بد سے حسن و جمال دکھانے والے پر خدا کی لعنت ہو کما قال (کنوز الحقائق صـ۲۸)۔

نیز فرمایا کہ نگاہ بد بھی زناکار ہوتی ہے اور نیت بد سے سننے پر کان بھی زناکار ہوتے ہیں۔ اور نیت بد سے کلام کرنے پر زبان بھی زناکار ہوتی ہے اور نیت بد کی بنا پر ہاتھ بھی زناکار ہوتے ہیں اور ارادۂ بد سے چلنے پر پاؤں بھی زناکار ہوتے ہیں۔ شرمگاہ تو اس کی تصدیق کیا کرتی ہے یا تکذیب۔ (مسلم صـ۳۳۶ جلد ۲)

نیز فرمایا کہ یہ بدکاری جہاں ایمان کا دیوالہ نکال دیتی ہے وہاں یہ دنیا کا دیوالہ نکال کر محتاج بنا دیتی ہے۔ (زواجر ابن حجر صـ۱۲۴ ج ۲)

نیز فرمایا ایمان اور زناکاری کا آپس میں اتنا بیر ہے کہ جس وقت مسلمان اس فعل بد میں مبتلا ہوتا ہے تو ایمان اس سے جدا ہو کر سر پہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اس سے توبہ کر لیتا ہے تو ایمان واپس ہو جاتا ہے (ترمذی صـ۸۷ جلد ۲)

نیز فرمایا جن لوگوں میں اس بدکاری کا زور ہو گا۔ ان میں موتوں کا زور بڑھ جائیگا۔ (ترغیب صـ۱۳ جلد ۲)

نیز فرمایا جن لوگوں میں اس بدکاری و شراب خوری وغیرہ کا زور ہو گا۔ ان پر اچانک قہر الٰہی آئے گا جس کی وجہ سے وہ یا تو زمین میں دھنسا دیئے جائینگے یا پتھروں کی بارش کر کے تباہ کر دیئے جائیں گے یا سؤر اور بندروں کی شکلوں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے (زواجر ابن حجر صـ۱۲۴ ج ۱)

نیز فرمایا کہ نصف شب کے بعد خداوند عالم رحمت عام کا اعلان کرتے ہیں اور ہر شخص کا مطالبہ سنتے ہیں لیکن بعض (بدبخت) انسان ایسے بھی ہیں کہ انکی آہ و پکار ایسے رحمت عام کے وقت بھی نہیں سنی جاتی مثلاً زناکار عورت کی آہ و پکار (زواجر ابن حجر صـ۱۲۴ ج ۲)

نیز فرمایا کہ میں نے عالم رویا میں آگ سے دہکتی ہوئی تنور جیسی شکل کی ایک بھٹی دیکھی۔ جو برہنہ مرد و عورت سے بھری ہوئی تھی اور ان مرد و عورتوں کی یہ کیفیت تھی کہ آگ کی لپٹ کے ساتھ وہ اوپر نیچے ہو رہے تھے میں نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ مبتلائے مصیبت کون لوگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ بدبخت زناکار لوگ ہیں۔ (بخاری شریف)

نیز فرمایا عالم رویا میں میں نے یہ بھی دیکھا کہ کچھ لوگ پھول پھول کر بے انتہا موٹے ہو رہے ہیں اور ان کے جسم ٹٹی اور پاخانہ کی طرح بدبو مار

خدام الدین کا یہ پرچہ متعلقہ افراد تک پہنچا دیجئے :-

رہے ہیں۔ میں نے ان کے متعلق دریافت کیا یہ کون (منحوس) انسان ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ زناکار مرد اور زناکار عورتیں ہیں۔ (زواجر ابن حجر ص ۱۱۲ ج ۲)۔

نیز زناکاری کی تباہ کاری کو ایک موقع پر اس طرح بھی بیان فرمایا کہ اسرائیلی قوم کے ایک شخص سے ساٹھ سال عبادتِ الٰہی کرنے کے بعد زنا کا صدور ہو گیا تھا۔ مرنے کے بعد جس وقت اس کی ساٹھ سالہ عبادت کو ایک زنا کے ساتھ تولا گیا تو زنا کا وزن بڑھ گیا۔ (زواجر ابن حجر ص ۱۱۳ ج ۲)

نیز فرمایا کہ قیامت کے دن کتنے ہی انسانوں کو عرش کا سایہ اور کتنوں کو سفارش اور کتنوں کو نظرِ رحمت کی آغوش میں لے لیا جائے گا۔ لیکن دو قسم کے لوگ ایسے ہوں گے کہ جن پر نہ تو نظرِ رحمت ہو گی اور نہ اُن کی کوئی شنوائی ہو گی۔ صرف ان کے لئے تو دردناک عذاب ہی ہو گا۔ اور وہ لوگ یہ ہیں۔ عمر رسیدہ ہو کر زنا کرنے والے۔ نادار بال بچے دار ہونے کے باوجود تکبّر سے پیش آنے والے انسان۔ (زواجر ابن حجر ص ۱۱۱ جلد ۲)

نیز اس قسم کے لوگوں کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ (ابتداءً) جنّت کے داخلہ سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ (زواجر ابن حجر ص ۱۱۱ ج ۲)

نیز یہ بھی فرمایا کہ ہزار سال کے فاصلہ پر ہی سے قیامت کے روز جنّت کی خوشبوؤں کی مہکار آنے لگ جائے گی۔ لیکن کچھ لوگ ہوں گے جو اس مہکار سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ ان میں سے ایک زناکار بھی ہے جو عمر رسیدہ ہو کر بھی زنا کرتا ہے۔ (طبرانی بحوالہ ترغیب ص ۱۱۲ ج ۲)

نیز فرمایا بڑھاپے کے زمانہ میں زناکاری کرنے والوں پر تمام آسمان اور تمام زمین لعنت بھیجتے ہیں۔ (زواجر ص ۱۱۳ ج ۲)۔

نیز فرمایا زناکار عورتوں کی شرمگاہوں کی بدبو کا قیامت کے روز جہنم میں یہ عالم ہو گا کہ جہنمی لوگ بھی اس سے تنگ آ جائیں گے (بزار) بحوالہ زواجر ابن حجر ص ۱۱۳ جلد ۲)

نیز فرمایا کہ میدانِ محشر میں بدکار عورتوں کی شرمگاہوں کی بدبو کا یہ عالم ہو گا کہ ہر اچھے اور بُرے انسان کا ناک میں دم آ جائیگا۔ اعلان کرنیوالا اعلان کریگا کہ تم لوگوں کو کچھ معلوم ہے کہ یہ کیا بلا ہے جواب دینگے کہ ہم لوگ بجز اسکے کچھ نہیں جانتے کہ ہم سب اس سے تنگ ہیں اس پر اعلان ہو گا کہ یہ منحوس بلا ان زناکار عورتوں کی شرمگاہوں سے نازل ہو رہی ہے کہ جو اپنے رب کے حضور میں زناکاری سے توبہ کرنے بغیر پیش ہوئی ہیں۔ (ترغیب ترہیب ص ۱۱۲ جلد ۲)۔

نیز فرمایا کہ زناکار عورتوں کی شرمگاہوں سے قیامت کے روز ایک بدبودار نہر جاری کی جائیگی جس کا نام نہرِ غوطہ ہو گا اور جس سے شراب پینے والے لوگوں کو پانی کی جگہ پلایا جائیگا۔ (ابن ابی الدنیا بحوالہ ترغیب ص ۱۱۲ جلد ۲)۔

نیز فرمایا جس رات میں معراج کو گیا تھا تو میں نے کچھ ایسے انسانوں کو بھی دیکھا کہ جن کے چمڑوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اس پر اُسنے مجھے بتایا کہ یہ ان زناکاروں کو سزا دی جا رہی ہے جو زناکاری کے لئے بناؤ سنگار کیا کرتے تھے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ایک کنواں دیکھا جو سخت بدبودار تھا اور اس میں سے قسم قسم کی چیخیں سُنائی دے رہی تھیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے اس کے متعلق بھی دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ یہاں بدکاری کیلئے بناؤ سنگار کرنیوالی عورتوں کو سزا دی جا رہی ہے (بیہقی) بحوالہ ترغیب ترہیب ص ۱۱۳ ج ۲)

نیز فرمایا زناکاری کا عادی مجرم بُت پوجا کرنے والے کی طرح مجرم ہوا کرتا ہے (خرائطی) بحوالہ ترغیب ص ۱۱۳ ج ۲) نیز فرمایا۔ امت جبتک زناکاری سے بچی رہیگی خیریت سے رہیگی اور جب زناکاری میں مبتلا ہو جائیگی تو اسکی تباہی کا وقت قریب آ جائیگا (احمد) بحوالہ ترغیب ص ۱۱۳ ج ۲)

نیز فرمایا۔ زناکار اور سود خوار لوگ خدا کے عذاب کے داعی ہیں (حاکم) بحوالہ ترغیب ص ۱۱۳ ج ۲)

نیز ایک مرتبہ آنجناب ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کبیرہ گناہوں میں کس گناہ کا پلّہ سب سے زیادہ بھاری ہے فرمایا شرک کا پھر سوال کیا گیا کہ اس کے بعد کس کا فرمایا پھر محتاجی کے ڈر سے اپنے بچہ کو مار ڈالنے کا پھر سوال کیا گیا کہ اسکے بعد کس کا فرمایا پھر پڑوسی کی بیوی سے زناکاری کرنے کا۔ (بخاری و مسلم) بحوالہ ترغیب ص ۱۱۳ ج ۲)۔ نیز فرمایا۔ جو انسان ایسی عورت سے جسکا خاوند موجود نہ ہو زنا کریگا خداوند عالم قیامت کے روز اس پر اژدہا مسلط کریگا جو اس کو کاٹتا رہیگا۔ (طبرانی)

نوٹ :۔ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ خوفِ الٰہی کے دروازہ تک پہنچانے کیلئے یہ کچھ کافی نہیں۔ اگر جواب یہ ہے کہ کافی ہے تو ہم آپکو خوشخبری سُناتے ہیں کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انسان محض خوفِ الٰہی سے حسب و نسب کی صاحبِ جمال عورت کیطرف سے زنا کی دعوت پر یہ جواب دیگا کہ (مجھے اپنے رب کا ڈر ہے) اسکو قیامت کے ہولناک دن میں سایہ عرش کے نیچے جگہ دیجائیگی (بخاری و مسلم) بحوالہ زواجر ابن حجر ص ۱۱۵ جلد ۲)

نیز فرمایا جو عورت پنجوقتہ نمازی بنکر اپنے خاوند کی خدمتگار ہو گی اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریگی قیامت کے روز اسکو اختیار ہو گا کہ جنّت کے اندر جس دروازہ سے داخل ہونا چاہیگی داخل کر دیا جائیگا۔ (ابن حبان) بحوالہ ترغیب ص ۱۱۴ ج ۲)

نیز فرمایا جن انسانوں کی جوانی زنا سے محفوظ رہیگی وہ جنّتی ہونگے اے لوگو زنا مت کرو۔ (بیہقی) بحوالہ ترغیب ص ۱۱۴ ج ۲)

نیز فرمایا۔ اسرائیلی قوم کے کِفل نامی شخص کا واقعہ ہے کہ وہ بڑا بدکار تھا کسی گناہ کے کرنے میں اسکو کوئی رکاوٹ نہیں پیش آتی تھی۔ ایک مرتبہ اسکا ایک عورت سے سابقہ پڑا جو تنگدستی کی وجہ سے اس کے پاس قرض لینے کے لئے آئی جب اس عورت نے قرض مانگا تو اسنے کہا کہ اگر بدکاری کا وعدہ کرتی ہے تو دیئے دیتا ہوں ورنہ نہیں اس پر وہ پاکدامن عورت بہ مجبوری آمادہ ہو جاتی ہے لیکن وقت پر عورت کو ناگہانی طور پر رعشہ اور رقت طاری ہو جاتی ہے اس پر وہ شخص حیرت میں آ کر پوچھتا ہے کہ گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے کہا کہ جو کام عمر بھر نہیں کیا تھا آج میری مجبوری نے اس پر بھی مجبور کر دیا اس پر وہ کہتا ہے کہ جب عورت عورت ہوتے ہوئے اس فعلِ بد سے کپکپا جاتی ہے تو خداوند تعالیٰ نے مجھے تو مرد بنایا ہے مجھ کو اس سے زیادہ پرہیز کرنا چاہیئے چنانچہ اس شخص نے اسی وقت اس فعلِ بد سے توبہ کی اور عورت سے کہا جا تو اپنا راستہ لے اور جو تو نے ساٹھ اشرفی قرض لی ہیں وہ بھی تجھے ہبہ۔ قدرتِ خدا کی کہ اسی رات کو اسکا انتقال ہو گیا تو صبح دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ نے کِفل کو بخش دیا۔ لوگ یہ تحریر پڑھ کر تعجب میں رہ گئے (ترمذی حاکم، بحوالہ زواجر ابن حجر ص ۱۱۵ جلد ۲)

نیز پروردگارِ عالم نے نیک بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بیان کیا کہ وہ لوگ شرک نہیں کرتے وہ لوگ ناحق خون نہیں کرتے وہ لوگ زنا نہیں کرتے باقی جو لوگ ایسا فعل کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل کر کے جھونک دیئے جائیں گے البتہ اگر یہ لوگ ان باتوں سے توبہ کر کے اپنی باقی زندگی کو بہتر بنا لیں گے تو ان کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا جائے گا۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُھَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ۔ (فرقان رکوع آخری)

نوٹ :۔ ہمارے خیال میں ضرورت کے مطابق اس سلسلہ میں کافی بیان ہو گیا ہے امید ہے کہ اسکا مطالعہ نئے تصورات اور نئی زندگی کا زینہ ثابت ہو گا ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس نامراد فعل سے ہمیشہ کے لئے بچائے رکھے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ۔

○ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

○ وَیَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا ۝ آیاتِ الٰہی کا انکار کرنیوالا کہے گا۔ کاش کہ میں مٹی ہوتا۔

جناب حاجی کمال الدین صاحب لاہور

دُنیاوی زندگی کی رونق

قال اللہ تعالیٰ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○ (سورۃ کہف رکوع ۶ پارہ ۱۵)

ترجمہ:۔ آپ ان لوگوں سے دُنیاوی زندگی کی مثال بیان کیجئے۔ وہ ایسی ہے، جیساکہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس کی وجہ سے زمین کے نباتات (پیداوار) خوب گنجان ہو گئے ہوں۔ پھر (خوب سرسبز وشاداب ہوکر ایک دم کسی حادثہ سے خشک ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے کہ اس کو ہوا اُڑائے اُڑائے پھرتی ہو۔ بالکل یہی حالت دُنیاوی زندگی اس کی عیش و عشرت اور مال و متاع کی ہے کہ آج سب کچھ ہے اور ایک دم کوئی مصیبت آجائے تو کچھ بھی نہ رہا اور اب تو زمانہ اس کو اپنی آنکھوں سے خوب دیکھ ہی رہا ہے) اور اللہ تعالیٰ ہرچیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (جب چاہے جس کو چاہے امیر بنادے۔ جس کو چاہے لکھ پتی سے فقیر بنا دے۔ جس کو چاہے صاحبِ اولاد کردے۔ اور جس کو چاہے بڑی اولاد اور کنبہ والا ہونے پر دم کے دم میں اکیلا کردے۔ تو یہ سمجھ لو کہ) مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی طرف ایک رونق ہے اور جو نیک اعمال ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں وہ ثواب اور بدلہ کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔ (کہ ان کی ہی امیدیں لگانی چاہئیں اور ان امیدوں کے پورا ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ○ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ○ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ○ (سورۃ طٰہٰ ع ۵ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ جس دن صُور میں پھونکا جائیگا اور ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھوں والے کرکے جمع کریں گے۔ چپکے چپکے آپس میں کہتے ہوں گے کہ تم صرف دس دن ہی ٹھیرے ہو۔ ہم خوب جان لیں گے جو کچھ وہ کہیں گے۔ جب اُن میں سے بڑا سمجھدار کہیگا کہ تم صرف ایک ہی دن ٹھیرے ہو۔

(اوپر کی آیات میں قیامت کے آنے کا ذکر اور صُور پھُونکے جانے کا ذکر ہے۔ اس دن یہ مجرم لوگ) چُپکے چُپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے کہتے ہونگے کہ تم لوگ دنیا میں صرف دس دن رہے ہوں گے۔ جس بات کو وہ کہیں گے ہم اس کو خوب جانتے ہیں۔ جبکہ ان میں کا زیادہ صائب الرائے کہیگا کہ نہیں تم تو ایک ہی دن رہے ہو (اسکو زیادہ صائب الرائے ان میں کا اس لئے کہا کہ اس کا قول ایک دن کا بمقابلہ دس دن کے زیادہ قریب ہے۔ ویسے تو آخرت کے دنوں کے اعتبار سے دنیا کی ساری زندگی ایک دن کیا اسکا دسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ یہ ہے حقیقت دنیا کے سارے قیام کی آخرت کے مقابلہ میں۔)

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ○ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ○ (طٰہٰ ع ۸ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور ہرگز آنکھ اُٹھا کر بھی آپ ان چیزوں کی طرف نہ دیکھیں جن سے ہم نے ان دنیا داروں کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ سب کچھ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے اور آزمائش اس کی ہے کہ کون اس مال و متاع میں بندگی کا حق ادا کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اور آپ کے رب کا عطیہ جو آخرت میں ملے گا۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کرتے رہیں اور خود بھی اس کے اوپر جمے رہیں۔ ہم آپ سے روزی کموانا نہیں چاہتے۔ روزی تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ○ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○ (مومنون ع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:۔ حتّٰی کہ جب اُن میں سے کسی کے سر پر موت آجاتی ہے اور آخرت کے احوال کھلنے لگتے ہیں۔ تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے موت سے بچاکر دنیا میں پھر بھیج دیجئے تاکہ جس دُنیا کو اس کے مال و متاع کو چھوڑ آیا ہوں۔ اس میں واپس جاکر نیک کام کروں۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ جس کا وقت آچکا ہے وہ ٹلتا نہیں۔ یہ شخص جو کہہ رہا ہے۔ وہ فضول ہے ایک لغو بات ہے۔ جس کو وہ کہہ رہا ہے۔

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ○ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ○ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○ (مومنون ع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ان لوگوں کی حسرت و افسوس بڑھانے کے لئے ارشاد ہو گا۔ اچھا یہ بتلاؤ کہ تم دنیا میں کتنے برس رہے تھے۔ وہ وہاں کے زمانہ کے طول کے لحاظ سے کہیں گے۔ کہ ہم تو دنیا میں ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہوں گے اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں خواب کی طرح سے یہ بھی اندازہ نہیں کہ کتنا وقت گزرا۔ پس گننے والوں سے یعنی فرشتوں سے جو ہرچیز کا حساب لکھتے تھے پُوچھ لیں کہ ہم کتنا تھوڑا ٹھیرے تھے ارشاد ہوگا کہ جب تم اتنا کم ٹھیرے تھے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم یہ بات جان لیتے کہ یہ دنیا محض چند روزہ ہے۔ بہت ہی تھوڑے دن یہاں قیام ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے تم کو یونہی بیکار پیدا کیا۔ کوئی غرض تمہارے پیدا کرنے سے نہیں تھی۔ حالانکہ ہم نے صاف صاف قرآن پاک میں بتا دیا تھا۔ کہ جن و انس کی پیدائش ہم نے محض اپنی عبادت کے لئے کی ہے۔ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ تم ہمارے پاس نہیں

(باقی ص ۱۳ پر)

اقتباس :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ :- حضرت مولانا عبد الحنان صاحب مد ظلہ (راولپنڈی)

ہر وقت ذکرِ الٰہی کا بیان

حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ "اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ فلاح پاؤ۔" اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر جہاد، صدقات و خیرات سب سے افضل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ ذکر الٰہی کے لئے ایک مغز اور تین پوست ہیں۔ اور مغز تو مقصود بالذات ہے۔ مگر پوست اس لئے مقصود اور محبوب ہیں کہ وہ مغز تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ہیں۔ پہلا پوست صرف زبان سے ذکر کرنا ہے۔ دوسرا پوست قلب سے ذکر کرنا۔ اور جبراً بتکلف اس کا خوگر ہونا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ قلب کو اپنی حالت پر چھوڑنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ اس کو تفکرات و تخیلات میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اس کی مرغوب شئے یعنے ذکر اللہ اس کے حوالے کر دی جائے۔ تاکہ اس کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی قلب میں جگہ کر لے اور ایسا گڑ جائے کہ اسکا چھڑانا دشوار ہو جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دوسرے درجہ میں قلب کو ذکر کی جس طرح عادت ڈالنے میں دقت پیش آئی ہوئی تھی، اس تیسرے درجہ میں قلب سے ذکر اللہ کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو۔

چوتھا درجہ جو مغز اور مقصود بالذات ہے وہ یہ ہے کہ قلب میں ذکر کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ بلکہ مذکور یعنے حق تعالیٰ کی ذات ہی ذات رہ جائے۔ کہ نہ قلب کی طرف توجہ رہے نہ ذکر کی جانب التفات نہ اپنی خبر ہو نہ کسی دوسرے کی۔

غرض ذات بحت میں استغراق ہو جائے اسی حالت کا نام فنا ہے۔ اور اس حالت پر پہنچ کر بندہ کو نہ اپنی ظاہری حس و حرکت کا علم ہوتا ہے اور نہ باطنی عوارض کا۔ یہاں تک کہ اپنے فنا ہو جانے کا بھی علم باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ فنا ہو جانا بھی تو خدا کے علاوہ دوسری ہی چیز ہے اور غیر اللہ کا خیال میل کچیل اور کدورت ہے۔ پس فنا کا علم بھی اس درجہ میں پہنچ کر کدورت اور بُعد ہوا۔ یہی وہ حالت ہے اپنے وجود کے فنا کے ساتھ خود فنا سے بھی فنائیت ہوتی ہے ایسی محویت سمجھ میں آنی مشکل ہے بلکہ بظاہر ناممکن۔ اور دعوی بلا دلیل معلوم ہو گا۔ لیکن اگر تم کو کسی حسین صورت پر عاشق ہونے یا کسی عاشق صادق کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو گا۔ تو اس حالت کو کبھی دشوار نہ سمجھو گے۔ کیا حسن پرست فریفتہ انسان اپنی معشوقہ کے فکر اور خیال میں ایسے محو و مستغرق اور بےخود نہیں ہو جاتے کہ بسا اوقات زبان سے کوئی بات کرتے ہیں اور اس کو خود بھی نہیں سمجھتے۔ پاؤں ڈالتے کہیں ہیں اور پڑتا کہیں ہے۔ ان کے سامنے سے آدمی گزر جاتا ہے حالانکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ مگر وہ ان کو نظر نہیں آتا۔ دوسرا شخص ان سے بات کرتا ہے مگر یہ سنتے ہی نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ کیوں بھائی کیا دیکھا اور کیا سنا؟ تو جواب نہیں دے سکتے۔

پس معلوم ہوا کہ ان کو ایسی محویت ہو گئی کہ اپنی محویت کا بھی اُن کو علم نہیں رہا کہ دیوانے بن گئے اور ایسے دیوانے بنے۔ کہ اپنی دیوانگی کی بھی خبر نہیں رہی۔ مجنوں ہو گئے اور اپنے جنون کی بھی اطلاع نہیں۔ یہ سب اسی معشوقہ مطلوبہ محبوبہ کے خیال میں مستغرق ہو جانے کا اثر ہے۔

پھر بھلا اگر کوئی بندہ اپنے مولا کے خیال میں ایسا محو ہو جائے کہ خود فنا سے فنا اور بےخود ہو جائے تو کیا تعجب ہے سمجھانے کے لئے یہ مثال بیان کر دی ہے ورنہ اصل بات تو یہی ہے جس وقت خدا کے فضل سے اس حالت پر پہنچو گے۔ تو فنائیت اور فنا فی الفنا کی اصل حقیقت بھی معلوم کر سکو گے۔"

بقیہ دُنیاوی زندگی

(صہ ۱۲ سے آگے)

لوٹائے جاؤ گے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ط وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ج وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ج وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (القصص ۶ پارہ ۲۰)

ترجمہ :- یہ لوگ، جو اپنی خوش عیشی پر نازاں ہیں۔ ان کی حماقت ہے۔ ان کو خبر نہیں کہ ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامانِ عیش پر نازاں تھے۔ پس تم خود ہی دیکھ لو کہ یہ ان کے گھر خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے پس جو کچھ تم کو دُنیا میں عیش و عشرت اور آرام و راحت کا سامان دیا گیا ہے وہ تو صرف دنیا کی زندگی گزارنے اور برتنے کے لئے ہے اور اسی چند روزہ زندگی کی زیب و زینت ہے جو بہت جلدی فنا ہو جانیوالی ہے اور اللہ پاک کے ہاں جو اجر و ثواب ہے۔ وہ اس سے بہت زیادہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ (القصص

ترجمہ :- کیا وہ شخص جس سے ہم نے ایک پسندیدہ وعدہ آخرت کے بارے میں کر رکھا ہے۔ پھر وہ شخص اس موعود چیز کو پانے والا بھی ہے۔ ایسے شخص کے برابر ہو سکتا ہے۔ جس کو ہم نے دنیاوی زندگی کا کچھ معمولی فائدہ دے رکھا ہے۔ پھر قیامت کے دن یہ شخص اپنے جرموں کی پاداش میں گرفتار کر لیا جائیگا۔

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

اُسوۂ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الجمعہ آیت ۲)۔

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسولؐ انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ نے فرمایا "اُمّیّٖن" (اَن پڑھ) عرب کو کہا۔ جن میں علم و ہنر کچھ نہ تھا۔ کوئی آسمانی کتاب نہ تھی معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے۔ ان کی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی۔ خدا کو بالکل بھولے ہوئے تھے۔ بت پرستی، اوہام پرستی اور فسق و فجور کا نام "ملت ابراہیمی" رکھ چھوڑا تھا۔ اور تقریباً ساری قوم صریح گمراہی میں پڑی بھٹک رہی تھی۔ ناگہاں اللہ تعالیٰ نے اسی قوم میں ایک رسول اٹھایا جس کا امتیازی لقب "نبی امی" ہے۔ لیکن باوجود اُمّی ہونے کے اپنی قوم کو اللہ کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب پڑھ کر سناتا، اور عجیب و غریب علم و معارف و دانائی کی باتیں سکھلا کر ایسا حکیم و شائستہ بناتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے حکیم و دانا، عالم و عارف اُس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہیں۔"

آپؐ کی بعثت ساری دنیا کے انسانوں کے لئے ہے۔ لہٰذا ان علوم و معارف اور دانائی کی باتوں میں سب انسانوں کا حصہ ہے۔ اور سب انسانوں کی فلاح و بہبود اور دونوں جہانوں کی کامیابی آپؐ پر ایمان لا کر آپؐ کی پیروی پر موقوف ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۝ (الاعراف آیت)

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آپؐ کی سیرت پاک سے ہمیں مہد سے لے کر لحد تک زندگی کے ہر شعبے کے لئے بہترین دستور العمل ملتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ضلالت اور گمراہی میں ٹھوکریں نہ کھائیں اور سیرت پاک کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝ (الاحزاب آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

ہمیں اپنی صورتیں اور سیرتیں اسوۂ حسنہ کے مطابق بنانی چاہئیں۔

نمونہ کے طور پر اب چند باتیں سیرت پاکؐ کی بیان کی جاتی ہیں۔ مبارک ہیں وہ حضرات جو انہیں اپنی زندگی کے لئے لائحہ عمل بنائیں۔

(۱) دائیں طرف والے کو ترجیح دینا

ایک دفعہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت انسؓ نے بکری کا دودھ دوہ کر اس میں پانی ملا کر لسی بنا کر ایک پیالہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے نوش فرمایا اور باقی بچی ہوئی لسی ایک اعرابی کو عطا فرمائی۔ جو آپؐ کے دائیں طرف تھا۔ حالانکہ اس وقت بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے۔ آپؐ نے دو بار فرمایا۔ "دائیں طرف والا مقدم ہے۔" (بخاری۔ کتاب الاشربہ)۔

آپؐ کو ہر کام کی ابتدا دائیں طرف سے کرنی پسند تھی۔ جوتا پہنتے ہیں، کنگھی کرتے ہیں، وضو کرتے وقت وغیرہ دائیں طرف سے ابتدا فرماتے۔ (بخاری کتاب الوضو)

ایک موقعہ پر آپؐ کو پینے کی چیز پیش کی گئی۔ اس وقت ایک لڑکا دائیں طرف تھا۔ عمر رسیدہ حضرات بائیں طرف تھے آپؐ نے کچھ نوش فرما کر لڑکے کو پوچھا۔ کہ اگر اجازت دو تو پس خوردہ بڑوں کو دوں۔ لڑکے نے عرض کیا۔ کہ میں اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح نہیں دیتا۔ آپؐ نے پس خوردہ اس لڑکے کو عطا فرمایا۔ (بخاری کتاب الاشربہ)

(۲) موت کی تمنّا

آپؐ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ جب سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ بھی۔ فرمایا۔ نہ میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحمت کرے۔ مگر نیک اعمال اعتدال سے کرتے رہو۔ کوئی شخص خواہ نیک ہو یا بد موت کی آرزو نہ کرے۔ ممکن ہے کہ نیک اپنی نیکیاں بڑھا لے اور بد بدی سے توبہ کر لے (بخاری کتاب الاشربہ)

حاصل کلام ہمیں چاہیئے کہ مصائب دنیا سے گھبرا کر موت کی تمنّا نہ کریں۔ بلکہ نیک اعمال میں لگے رہیں۔ اللہ کا فضل اور رحمت مانگتے رہیں اور بدی سے توبہ کریں اور زندگی کا مقصد پورا کریں۔

(۳) قابل رشک لوگ

آپؐ نے فرمایا صرف دو شخصوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا کیا ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہو۔ دوسرا وہ جسے اللہ نے مال و دولت دیا ہو اور وہ رات دن اسے خرچ کرتا رہتا ہو۔ (بخاری۔ کتاب الایمان)۔

ہمیں چاہیئے کہ جس تندہی کے ساتھ ہم دوسرے علوم حاصل کرتے ہیں اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ کوشش کے ساتھ قرآن اور اس کی عملی شرح حدیث کا علم حاصل کریں۔ خود اس پر عمل کریں اور دوسروں میں اس کی اشاعت کریں۔

اور اگر اللہ مال و دولت کی نعمت سے نوازے تو اسے اپنے بھائیوں کی بہبودی کے کاموں میں صرف کریں۔ حاجت رواؤں کی حاجتیں پوری کریں۔ ان اداروں کی امداد کریں جو قرآن و سنّت کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

(۴) قرآن کا سننا اور آنسو بہانا

ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ۔ میں دوسروں کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ آپ نے سورۃ نساء پڑھی۔ آپ جب اس آیت پر پہنچے۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ

بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ
(النساء آیت ۴۱)

ترجمہ:- پھر کیا حال ہو گا۔ جب ہم ہر امّت سے گواہ بُلائیں گے اور تمہیں اُن پر گواہ لائیں گے۔

تو فرمایا ٹھیر جاؤ۔ حضرت عبداللہؓ نے دیکھا کہ حضورؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (ابن کثیرؒ بحوالہ بخاری)

اے خیر الامت کا خطاب پانیوالے مسلمانو! تم بھی قرآن غور سے سُنا کرو۔ تاکہ کلام پاک تمہارے دلوں پر اثر کرے۔ اور اس اثر کا نتیجہ یہ ہو کہ آنکھیں خوفِ الٰہی اور قیامت کی ہولناکیوں کے حالات سے اشکبار ہو جائیں۔

(۵) دینداری کو اوّل درجہ پر رکھنا

نکاح کے بارے میں آپؐ کا ارشاد گرامی قابلِ غور و عمل ہے۔ فرمایا عورتوں سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

(۱) اس کی مالداری کی وجہ سے۔
(۲) شرافت و خاندان کی وجہ سے۔
(۳) خوبصورتی کے باعث۔
(۴) اس کی دینداری کے باعث۔

لیکن تم دیندار عورت تلاش کرنا (بخاری کتاب النکاح)

افسوس تلاش عورت میں ہم پہلی تین باتیں دیکھتے ہیں اور چوتھی بات جو دین سے تعلق رکھتی ہے۔ جس سے دونوں جہان سنور سکتے ہیں اور جس پر آئندہ پیدا ہونے والی اولاد کی بھی فلاح و بہبود منحصر ہے، اس کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ہماری بدذوقی کی وجہ سے ہماری بہنوں اور بیٹیوں کی توجّہ دین کے علم سے ہٹ گئی اور ان کی توجّہ ساری کی ساری ان باتوں کی طرف پھر گئی ہے۔ جن کی آج کل کے مردوں کو تلاش ہے — !

ہمیں چاہیئے کہ اس حدیث میں پیش کردہ لائحہ عمل پر سختی سے عمل کریں اور دین کا علم عورتوں میں خوب پھیلائیں اور اپنے اندر ذوق سلیم پیدا کریں۔

(۶) نکاح کے پیغام پر پیغام

ایک جگہ ایک شخص کے نکاح کی بات چیت ہوتی ہے۔ تو دوسرا شخص اس بات کو جانتے ہوئے پیغام بھیج دیتا ہے۔ یہ باتیں آگے چل کر بعض اوقات جھگڑے اور فساد کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کوئی شخص دوسرے کے بکتے ہوئے مال پر اپنا مال فروخت نہ کرے۔ یا کوئی شخص اپنے بھائی کو پیغام نکاح پر اپنا پیام نہ بھیجے تاوقتیکہ پہلا پیغام بھیجنے والا ترک نہ کردے یا اجازت نہ دیدے (بخاری۔ کتاب النکاح)

(۷) تحفہ اور دعوت

یہ دونوں چیزیں محبّت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ مگر آج کل دیکھا دیکھی یہ دونوں وبالِ جان بن گئی ہیں۔ ہماری دعوتیں بھی غرض سے خالی نہیں۔ اور تحفوں کے ساتھ بھی کوئی مقصد وابستہ ہوتا ہے۔ دوسرے کو خوش کر کے اپنی مقصد براری کے حصول کے لئے پُر تکلّف دعوتیں ہوتی ہیں۔ جس کا خرچ بعض اوقات اسراف کی حد تک پہنچ جاتا ہے ہمارا مذاق کچھ ایسا بدل چکا ہے کہ نہ مہمان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ بلا تکلّف سادہ دعوت سے وہ مطمئن ہو جائے گا۔ اور نہ ہی میزبان کی سادہ دعوت سے تشنگی دوُر ہوتی ہے۔

اب دیکھئے آقائے نامدار حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعلیم فرمائی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ اگر مجھ کو بکری کا ایک پایہ کھانے کی دعوت دی جائے۔ تو قبول کر لوُں گا۔ اور اگر مجھ کو (تحفہ کے طور پر) ایک پایہ بھیجا جائے تو قبول کر لوُں گا۔

(۸) ایذاء رسانی پر تحمّل

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موٹے کناروں والی ایک نجرانی چادر زیبِ تن کئے ہوئے تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے چادر کو اتنے زور سے کھینچا کہ آپؐ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ یہ ناگوار حرکت کرنے کے بعد اُس نے کہا۔

"اے محمدؐ! اللہ نے آپؐ کو جو مال دیا ہے اس میں سے مجھ کو دِلاؤ"۔ آپؐ نے تبسّم فرمایا اور اسے مال عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (بخاری کتاب اللباس)

آپؐ نے نہ صرف نازیبا حرکت خاموشی سے برداشت کر لی۔ بلکہ تبسّم بھی فرمایا۔ اور ایسی نازیبا حرکت کرنے والے کو مال بھی.. عطا فرمایا۔

ہمیں اس بصیرت افروز واقعہ سے تحمّل اور برداشت کا سبق سیکھنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی بات ناگوار خاطر پیش آئے تو خندہ پیشانی سے ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمیں اتنا کم حوصلہ نہ بننا چاہیئے کہ اگر کہیں ہجوم میں ذرا سا دھکا لگ جائے تو ہم چلاّ اٹھیں "اندھے دیکھتا نہیں" وغیرہ۔

(۹) حکومت کی خواہش

حکومت (SERVICE) بڑی جوابداری کا کام ہے۔ رعایا کی ہر طرح کی پرداخت حاکم پر واجب ہے۔ ان کی دینی اور دُنیاوی فلاح و بہبود کا وہ ذمّہ دار ہے۔ اس لئے حکمرانی کی خواہش کرنے والوں کو آپؐ نے متنبّہ فرمایا کہ عنقریب تم حکومت کی خواہش کرو گے۔ مگر وہ قیامت کے دن ندامت و شرمندگی کا باعث ہو گی۔ لہٰذا وہ ظاہراً اچھی دودھ پلانے والی ہے۔ لیکن بُری دُودھ چھڑانے والی ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام)

نیز آپؐ فرماتے ہیں کہ جس بندہ کو اللہ نے رعیّت کا حاکم بنایا۔ پھر اس نے رعیّت کی خیر خواہی سے حفاظت نہ کی تو وہ جنّت کی خوشبو نہ سُونگھے گا۔ (بخاری کتاب الاحکام)

حاصل کلام حاکم کو چاہیئے کہ وہ رعایا کی خیر خواہی ملحوظ رکھے۔ اپنے فرائض عدل و انصاف، دیانتداری اور خیر خواہی سے بجا لاتا رہے۔ ظلم و تشدّد اور بے انصافی سے دُور رہے۔ اپنی عاقبت دنیا کی خاطر برباد نہ کرے۔

(۱۰) کام کرنے کا گُر

بسا اوقات انسان کسی کام کو ضرورت یا شوق کی وجہ سے اس کثرت سے کرتا ہے کہ آخر تھک جاتا ہے۔ مگر وہی کام اگر مقررہ وقت پر تھوڑا تھوڑا سر انجام دیتا رہے تو بہت کام ہو جاتا ہے۔ اس لئے اپنے مشاغل کاروبار، عبادات اور وظائف وغیرہ کے لئے ایک ٹائم ٹیبل مرتّب کر لینا چاہیئے۔ اس کے مطابق عمل میں لگے رہنا چاہیئے۔

اسوۂ حسنہ میں اس بارے میں ہمیں بہترین رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل سب سے پیارا تھا۔ جس پر انسان پابندی رکھے، کبھی ترک نہ کرے۔ (بخاری۔ کتاب التہجد) — عمل ہی کی پابندی کے بارے میں آپؐ نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو نصیحت فرمائی۔

يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔
(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ:- اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح

(باقی صـ۱۸ پر)

جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

حضرت آسیہ رضؓ بنت مزاحم

حضرت آسیہؓ کا نسب اور انکے فضائل

حضرت آسیہؓ کے والد کا نام مزاحم تھا جو قوم بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے فرعون نے آپ کی صفات حسنہ اور حسن و خوبی سے متاثر ہو کر شادی کر لی۔ یہ وہ معزز خاتون تھیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اور ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ایک احادیث زبان زدِ عام ہیں۔ ترمذی شریف میں ہے کہ تم کو تقلید کے لئے چار عورتیں تمام دُنیا کی عورتوں میں کافی ہیں۔ (۱) مریمؑ (۲) خدیجہؓ (۳) فاطمہؓ بنت محمدؐ (۴) اور آسیہؓ زوجۂ فرعون۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے۔ کہ تمام دُنیا کی عورتوں میں صرف دو کامل ہوئی ہیں۔ ایک مریمؑ بنت عمران اور دوسری آسیہؓ بنت مزاحم۔

اس سے حضرت آسیہؓ کے بلند مرتبے اور عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی پرورش

حضرت موسیٰؑ نے حضرت آسیہ ہی کے پاس پرورش پائی اور اُن کی خصوصی تربیّت میں رہے۔ جوان ہوئے تو نہایت تنومند، خوبصورت اور بہادر تھے۔ گفتار و کردار سے ایک خاص قسم کا وقار نمایاں ہوتا اور اُنکی ہر بات میں عظمت کی جھلک دکھائی دیتی۔ جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے اُن کی صداقت، اور خدا کی وحدانیت پر حضرت آسیہؓ ایمان لائیں۔ حالانکہ اُنکا شوہر خود خدائی کا دعویدار تھا۔ جب فرعون کو اطلاع ملی کہ سب سے پہلے اس کی بیوی حضرت آسیہؓ ایمان لائی ہیں۔ تو طیش و غضب سے دیوانہ ہو گیا۔ حضرت آسیہؓ کو گرفتار کر لیا گیا اور اُنہیں جیل میں اس قدر تکالیف دی گئیں۔ کہ اُن کے بیان سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر آپ نے فرعون کے شدید اصرار کے باوجود راہِ حق سے سرمُو انحراف گوارا نہ کیا۔ بلکہ تمام دُکھوں اور مصائب کو بڑی خندہ پیشانی اور ہمت و استقلال سے برداشت کیا۔ آخر جب فرعون کے تمام حربے ناکام ہو گئے اور اُسے یقین ہو گیا کہ اب آسیہؓ کو دُنیا کی کوئی طاقت اس کے دین سے منحرف نہیں کر سکتی تو اس نے عبرتناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ تا کہ دوسرا کوئی شخص حضرت موسیٰؑ کے دین پر لبیک کہنے کی جرأت نہ کر سکے۔ بھلا خود اپنی پرستش کرانے والا شخص یہ کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اُس کی اپنی محبوب بیوی عملی طور پر اُس کی عظمت و جلالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور اُس کے سب سے بڑے دشمن کا دین اختیار کرے۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ مذاہب کی تاریخ میں عموماً یہ شرف عورتوں کو حاصل رہا ہے کہ انھوں نے نہ صرف سب سے پہلے دعوت حق و صداقت کو ایسے حالات میں قبول کیا۔ جبکہ پوری دنیا اس کا انکار کرتی تھی۔ بلکہ اس مقدس جرم کی پاداش میں ناقابلِ بیان سختیاں اور زہرہ گداز تکالیف برداشت کیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۲۰)

ترجمہ:۔ اور اللہ نے ایمان والوں کے لئے ایک مثال فرعون کی عورت کی بتلائی۔ جب وہ بولی اے رب! میرے واسطے اپنے پاس بہشت میں ایک گھر بنا اور مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے بچا نکال، اور مجھ کو ظالم لوگوں سے نجات دے ۔۔۔!

فرعون کا خواب

کہتے ہیں کہ فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ جس کی تعبیر کاہنوں نے یہ دی کہ کسی اسرائیلی کے ہاتھ سے تیری سلطنت برباد ہو گی۔ اس لئے پیش بندی کے طور پر یہ احمقانہ اور ظالمانہ تدبیر سوچی کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کمزور کرتے رہنا چاہیئے۔ تا کہ انہیں حکومت کے مقابلہ کا حوصلہ ہی نہ ہو اور آئندہ جو لڑکے اُن کے پیدا ہوں۔ اُن کو ایک طرح سے ذبح کر ڈالنا چاہیئے۔ اس طرح آنیوالی مصیبت رُک جائیگی۔ البتہ لڑکیوں سے چونکہ کوئی خطرہ نہیں۔ انہیں زندہ رہنے دیا جائے۔ وہ بڑی ہو کر باندیوں کی طرح ہماری خدمت کیا کریں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ اس ملعون کے انتظامات تو وہ تھے اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کمزوروں کو قوی اور پستیوں کو بالا کیا جائے۔ جس قوم کو فرعونیوں نے ذلیل غلام بنا رکھا تھا۔ اُن ہی کے سر پر دین کی امامت اور دُنیا کی سرداری کا تاج رکھ دیں۔

جس خطرہ کی وجہ سے انہوں نے بنی اسرائیل کے ہزار ہا بچوں کو ذبح کر ڈالا تھا۔ ہم نے چاہا کہ وہی خطرہ اُن کے سامنے آئے۔ فرعون نے امکانی کوشش کر دیکھی اور پورے زور خرچ کر لئے کہ کسی طرح اس اسرائیلی بچّے سے مامون ہو جائے۔ جس کے ہاتھ پر اسکی تباہی مقدر تھی۔ لیکن تقادیر الٰہی کہاں ٹلنے والی تھی خداوند قدیر نے اُس بچّہ کو اُسی کی گود میں اسی کے بستر پر اُسی کے محلات کے اندر شاہانہ ناز و نعم سے پرورش کرایا۔ اور دکھلا دیا۔ کہ خدا جو انتظام کرنا چاہے کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی۔

اُن کی ماں کو الہام ہوا یا خواب دیکھا کہ جب تک بچّہ کے قتل کا اندیشہ نہ ہو برابر دودھ پلاتی رہیں۔ جب اندیشہ ہو صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیں۔ ماں کی تسلی کر دی کہ ڈرے مت، بے کھٹکے دریا میں چھوڑ دے۔ بچّہ ضائع نہیں ہو سکتا اور بچہ کی جدائی سے غمگین بھی مت ہو ہم بہت جلد اس کو تیری ہی آغوشِ شفقت میں پہنچا دیں گے۔ خدا کو اس سے بڑے کام لینے ہیں وہ منصب رسالت پر سرفراز کیا جائے گا۔ کوئی طاقت اللہ کے ارادہ میں حائل و مانع نہیں ہو سکتی۔ تمام رُکاوٹیں دُور کر کے وہ مقصد پورا کرتا ہے جو اس محترم بچہ کی پیدائش سے متعلق ہے۔ آخر ماں نے بچہ کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر پانی میں چھوڑ دیا۔ صندوق بہتا ہوا ایسی جگہ جا لگا۔ جہاں سے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے ہاتھ لگ گیا ان کو اس پیارے بچہ کی صورت بھلی معلوم ہوئی۔ آثار نجابت و شرافت نظر آئے۔ پالنے کی غرض سے اٹھا لیا۔ مگر اس اٹھانے کا آخری نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ بچّہ بڑا ہو کر فرعون اور فرعونیوں کا دشمن ثابت ہو اور اُن کے حق

ہیں سوہانِ رُوح بنے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اُٹھانے کا موقع دیا۔

فرعونِ لعین کو کیا خبر تھی کہ جس دشمن کے ڈر سے ہزارہا معصوم بچے تہ تیغ کرا چکا ہوں۔ وہ یہی ہے جسے بڑے چاؤ پیار سے آج ہمارے ہاتھوں پرورش کرایا جا رہا ہے فی الحقیقت فرعون اور اُس کے وزیر و مشیر اپنے ناپاک مقصد کے اعتبار سے بہت چُوکے کہ بے شمار اسرائیلی بچوں کو ایک شبہ پر قتل کرنے کے باوجود موسیٰ کو زندہ رہنے دیا لیکن نہ چُوکتے تو کیا کرتے۔ کیا خدا کی تقدیر کو بدل سکتے تھے۔ اُن کی بڑی چُوک تو یہ تھی کہ قضا و قدر کے فیصلوں کو سمجھے۔ کہ انسانی تدبیروں سے روکا جا سکتا ہے۔

حضرت آسیہ رضؓ کا موسیٰ عؑ کو قتل سے بچانا

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ ق عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۲۰ ع ۴)

ترجمہ:- اور فرعون کی عورت بولی یہ تو میرے لئے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو مت قتل کرو۔ شاید جو ہمارے کام آئے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں، اور ان کو کچھ خبر نہ تھی۔

مطلب:- فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضؓ نے کہا۔ یہ کیسا پیارا بچہ ہے ہمارے کوئی لڑکا نہیں۔ لاؤ اسی سے دل بہلائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کیا کریں۔

بعض روایات میں ہے کہ فرعون نے کہا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گی نہ کہ میری تقدیر ازلی یہ الفاظ اس کی زبان سے کہلا رہی تھی آخر وہی ہوا۔ بیوی نے کہا۔ بڑا ہو کر کم از کم ہمارے کام آئے گا یا مناسب سمجھا تو متبنّیٰ بنا لیں گے۔

یہ تو خبر نہ تھی کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا سمجھے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے۔ ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ کیا ضرور ہے کہ یہی وہ بچہ ہو جس سے ہمیں خوف ہے۔ پھر جب ہم پرورش کریں گے وہ خود ہم سے تیر ہائے گا۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ہم سے ہی دشمنی کرنے لگے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ یہ اس کا دوست ہو گا۔ جو سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہے۔

جب حضرت موسیٰ عؑ دودھ پیتے تھے تو ان دنوں ایک روز فرعون نے ان کو گود میں اٹھا لیا۔ حضرت موسیٰ عؑ نے جو اس کی جڑاؤ ڈاڑھی دیکھی اور لعل و یاقوت اچھے لگے۔ ہاتھ میں پکڑ کر نوچ لئے۔ کئی بال اُس کی ڈاڑھی کے ٹوٹ گئے۔ فرعون کو غصّہ آیا اور کہا کہ اسے مار ڈالو۔ حضرت آسیہ نے کہا کہ یہ بے سمجھ بچّہ ہے۔ اسے یہ جواہر اچھے لگے۔ اس واسطے اس نے ہاتھ چلایا۔ اور اس کے لئے انگارے اور جواہر، لعل و یاقوت برابر ہیں۔ فرعون نے کہا کہ بھلا لاؤ تو آزمائیں۔ تب ایک طاس میں خوب دہکتے ہوئے انگارے رکھ کر لائے اور ایک طباق میں لعل و یاقوت لاکر آگے رکھے حضرت موسیٰ عؑ نے اپنا ہاتھ یاقوت کے طباق کی طرف چلایا۔ وہیں حضرت جبرئیل عؑ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر آگ کی طرف پھیر دیا۔ انہوں نے ایک چنگاری اُٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ ہاتھ اور زبان دونوں جلے۔ اس سبب سے اُن کی زبان میں گرہ پڑی تھی۔ بات درست نہ نکلتی تھی اور ہر ایک کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ اس واسطے دعا مانگی:-

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (پ ۲۰ ع ۴)

ترجمہ:- اور کھول میری زبان کی گرہ کو، تاکہ لوگ میری باتیں سمجھیں۔

خاوند اور بیوی ایک دوسرے کو عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکتے

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم پکی ایماندار، ولیِ کامل تھیں اور اُن کا شوہر خدا کا سب سے بڑا باغی۔ وہ نیک بیوی، میاں کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی۔ نہ میاں کی شرارت و بغاوت کے جرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔

اسی طرح حضرت نوح عؑ اور حضرت لوط عؑ کیسے نیک بندے اور خدا کے پیغمبر تھے۔ مگر دونوں کے گھر میں اُن کی بیویاں منافق تھیں۔ بظاہر اُن کے ساتھ تعلق تھا لیکن دل سے کافروں کے شریکِ حال تھیں۔ پھر کیا ہوا؟ عام دوزخیوں کے ساتھ اُن کو بھی اللہ نے دوزخ میں دھکیل دیا۔ پیغمبروں کا رشتۂ زوجیت ذرا بھی عذاب الٰہی سے بچا نہ سکا۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ اپنا ایمان درست کرو۔ نہ خاوند بچا سکے نہ جورو۔ یہ قانون عام طور پر سب کو سنا دیا ہے۔

حضرت آسیہ رضؓ کی دعا

حضرت آسیہ رضؓ نے عرض کی۔ اے رب! مجھے اپنا قُرب عنایت فرما۔ اور بہشت میں میرے لئے مکان تیار کر۔ فرعون کے پنجہ سے چھڑا اور اُس کے ظلم سے نجات دے۔

حضرت موسےٰ عؑ کو انہوں نے پرورش کیا تھا اور اُن کی مددگار تھیں۔ کہتے ہیں فرعون کو جب حال معلوم ہوا تو حضرت آسیہ رضؓ کو چومیخا کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا۔ اس حالت میں اللہ کی طرف سے جنّت کا محل اُن کو دکھلایا جاتا۔ جس سے سب سختیاں آسان ہو جاتی تھیں۔ آخر فرعون نے اُن کو سیاستاً قتل کر دیا اور جامِ شہادت نوش کر کے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔

حدیث صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے اور حضرت مریم عؑ کے ساتھ اُن کا ذکر کیا ہے۔ ہزار ہا ہزار رحمتیں ہوں اس پاک رُوح پر۔

خلاصہ

حضرت آسیہ رضؓ نے موسیٰ عؑ کی کفالت کی اور فرعون کو سمجھایا۔ کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر ہم کو نفع پہنچائے گا۔ ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ حضرت آسیہ رضؓ نے دودھ پلانے کے لئے عورتیں طلب کیں۔ جن میں ان کی حقیقی والدہ بھی آ گئیں۔ حضرت موسیٰ عؑ نے اُن کا دودھ کمال رغبت سے پیا۔ اور وُہی اُن کے دودھ پلانے پر مقرّر ہو گئیں۔

بچپن ہی سے حضرت موسےٰ عؑ سے کچھ ایسی حرکتیں صادر ہوئیں۔ جن سے فرعون کو اُن کی جانب سے کھٹکا ہوا۔ مگر آسیہ رضؓ نے اپنی حُسنِ تقریر سے اُس کے خیال کو رفع دفع کر دیا۔

آسیہ رضؓ نے حضرت موسیٰ عؑ کو کمال ناز و نعمت سے پالا۔ وہ شہزادوں کی طرح پرورش پاتے تھے۔ اور جب سوار ہو کر باہر نکلتے تو لوگ گمان کرتے تھے۔ کہ یہ فرعون کے بیٹے ہیں۔

اُس زمانہ میں حضرت موسیٰ عؑ بنی اسرائیل کی بہت رعایت کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ کوئی قبطی بنی اسرائیلی سے لڑ رہا تھا۔ آپ کو ناگوار معلوم ہوا۔ ایک گھونسہ ایسا رسید کیا کہ وہ مر گیا۔ فرعون نے سُنا تو موسیٰ عؑ کو حاضری کا حکم دیا۔ یہ قصاص کے خوف سے بھاگ گئے اور مدین پہنچے۔ حضرت شعیب عؑ سے ملے۔ جو اسوقت ضعیف اور نابینا ہو گئے تھے۔ انہوں نے

اپنی بیٹی حضرت صفورا کا نکاح اس شرط سے ان کے ساتھ کر دیا۔ کہ دس سال تک اُن کی بکریاں چرایا کریں۔

۴۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مردوں میں سے تو بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سوائے حضرت مریمؑ اور آسیہؓ کے کوئی کمال کے رُتبہ کو نہیں پہنچی۔ انہوں ہی نے حضرت موسیٰؑ کی جان بچائی تھی۔ ان کی قسمت میں حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانا لکھا ہُوا تھا۔ شروع بچپن ہی سے اُن کے دل میں موسیٰؑ کی محبت پیدا ہو گئی تھی۔ جب حضرت موسیٰؑ کو پیغمبری ملی فرعون تو ایمان نہ لایا۔ مگر یہ ایمان لے آئیں۔ فرعون کو جب ان کے ایمان لانے کی خبر ہوئی۔ تو ان پر بڑی سختی کی اور طرح طرح سے تکلیف پہنچائی۔ مگر انہوں نے اپنا ایمان نہیں چھوڑا۔ اسی حالت میں دُنیا سے اُٹھ گئیں۔

عبرت

دیکھئے حضرت آسیہؓ کس قدر ایمان کی مضبوط تھیں۔ کہ بے دین خاوند بادشاہ تھا۔ اُس نے سب کچھ کیا۔ مگر انہوں نے اُس کا ساتھ نہ دیا۔ آج کل عورتیں ذراسی تکلیف پر کفر کے کلمات بکنے شروع کر دیتی ہیں۔

ایمان بڑی دولت ہے۔ خواہ کتنی ہی تکلیف پہنچے، دین کے خلاف کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت فرمائے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ:۔ اُسوۂ حسنہ

(صفحہ ۱۵ سے آگے)

...... نہ ہو جانا جو رات کو تہجد پڑھا کرتا مگر پھر پڑھنا چھوڑ دی۔

یعنی تہجد کی نماز جو تم پڑھتے ہو اس کو پابندی کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنا۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مدیر)

بقیہ:۔ احادیث الرسولؐ

(صفحہ ۴ سے آگے)

ایک عورت نے یہ سُن کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ اپنی ساتھ والی کی چادر اوڑھ لے۔ یعنی ساتھ والی، اُس کو اپنی چادر اُڑھائے۔

بقیہ:۔ مساجد کے سامنے باجہ

(صفحہ ۳ سے آگے)

آپ نے ہر دلعزیزی کے شائق مرنجاں مرنج بزرگ بہت دیکھے ہوں گے۔ جن کا اصول رہا مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام) ہوتا ہے۔ مگر ایسے من چلے یا دل جلے مرنجاں مرنجوں کم دیکھے ہوں گے جو خداوند تعالیٰ اور شیطان ہر دو کی رضا کے طالب ہوں۔ کیسی صلح جویانہ طبیعت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مسلمانو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو جیسا کروگے، ویسا بھروگے۔ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔

مدرسہ عربیہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کا سالانہ

تبلیغی جلسہ

دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کا سالانہ جلسہ مورخہ ۹، ۱۰، ۱۱ رجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ بمقام عیدگاہ کبیر والا حسب معمول سابق نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں مذہب و ملت کے علماء ربانی و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں اور جس میں فارغ التحصیل طلباء دورہ حدیث شریف ۷۹ھ کی دستار بندی بھی ہو گی۔ مدرسہ عربیہ دارالعلوم عرصہ ۹ سال سے تعلیمی و تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے۔ علاقہ ہذا میں مدرسہ دارالعلوم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں ادارہ ہذا نے جو تعلیمی و تبلیغی و تعمیری ترقی حاصل کی ہے۔ اس میں وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اس وقت بحمد اللہ تعالیٰ قریباً دو سو طلباء مقامی و بیرونی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ سات اساتذہ کرام... پوری محنت و خلوص سے کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ ہذا کا نظم و نسق نہایت قابل داد اور دید ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ تقریباً ۲۸ ہزار ہے۔ صدقات و خیرات و عطایا کا بہترین مصرف اور مستحق ہے۔ اہل خیر حضرات توجہ فرمائیں۔

محمد منظور الحق عفی عنہ مدرس و ناظم عمومی مدرسہ عربیہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا۔ ضلع ملتان

پاکستان کو ناچ گھر بنا کر خدا کے غضب کو نہ للکارو

خدام الدین ہر گھر میں پہنچائیں ---!



بچّوں کا صفحہ

دو کمسن بچّوں کی شجاعت

عرفان مدنی راولپنڈی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں مجاہدین کی صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں اور بائیں پہلو پر نگاہ ڈالی تو دونوں طرف دو کم سن بچّے کھڑے تھے۔ مجھے خیال گزرا کہ اگر میرے پہلوؤں میں کوئی جوان اور قوی آدمی ہوتے تو شاید کسی وقت میرے کام بھی آسکتے، لیکن یہ نوعمر لڑکے میری کیا مدد کریں گے۔ اتنے میں ان میں سے ایک لڑکے نے میرا بازو پکڑا اور کہا "کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟" میں نے جواب دیا کہ ہاں! لیکن تم کو کام کیا ہے اس سے؟ تو اس نے گردن اُونچی کر کے جواب دیا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں وہ بے ہودہ بکتا ہے۔ اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس کا پیچھا نہ چھوڑوں جب تک کہ اس کو قتل نہ کر لوں یا اس راستے میں خود جان دے دوں"۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے یہ بہادرانہ کلمات سُن کر تعجّب ہوا۔ اتنے میں دُوسرے لڑکے نے بھی یہی گفتگو دُہرائی۔ اتفاقاً میں نے ابوجہل کو میدان میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے دیکھا تو میں نے فوراً اشارہ کیا "وہ ابو جہل ہے"۔ یہ سُننا ہی تھا کہ وہ ننّھے بہادر بجلی کی سی تیزی سے دوڑے اور آن کی آن میں ابوجہل کو　　کر دیا۔ ایک تو وہیں شہید ہو گئے اور دُوسرے فرماتے ہیں کہ جب انھوں نے ابوجہل پر حملہ کیا تو اس کے بیٹے عکرمہ نے ان کے مُونڈھے پر تلوار ماری۔ جس سے ان کا بازو کٹ گیا لیکن کسی تسمہ کی وجہ سے ساتھ لٹکتا رہا جسے انھوں نے لڑنے میں مزاحم سمجھتے ہُوئے اسے بھی توڑ کر پھینک دیا۔ بہادری و شجاعت کے اس پیکرِ مجسّم کی جُرأت مندانہ روش سے کوئی بھی متاثّر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں پیش آیا تھا:۔ ۲۶ھ میں مصر کے پہلے حاکم کے بجائے جب عبداللہ بن اُبی کو حاکم بنا دیا گیا تو وہ رُوم کی لڑائی کے لئے بیس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ نکلے۔ رومی لشکر کی تعداد قریباً دو لاکھ تھی۔ چنانچہ رُومی لشکر کے امیر جرجیل نے اپنے پُورے لشکر میں مُنادی کرا دی جو آدمی عبداللہ بن ابی کو قتل کرے گا، اُسے اپنی بیٹی کے رشتہ کے علاوہ ایک لاکھ دینار انعام بھی دوں گا۔ یہ خبر سُن کر بعض مسلمان متفکر ہُوئے لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر جو ابھی نوجوان ہی تھے، نے کہا کہ یہ کیا بات ہے ہم بھی اعلان کر دیتے ہیں کہ جو جرجیل کو قتل کرے گا اُسے اس کی بیٹی کا رشتہ اور ایک لاکھ دینار انعام اور علاوہ ازیں ان شہروں کا امیر بھی بنا دیا جائے گا۔ الغرض دیر تک بازارِ جنگ گرم رہا۔ بالآخر حضرت عبداللہ بن زبیر نے تنہا جا کر جرجیل پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر نیزے پر اُٹھا لائے۔

نوعمری میں بہادری کا یہ کارنامہ اپنی مثال آپ ہے۔ خدا ہمارے جوانوں اور نونہالوں کے قلب و جان میں ایسی ہی جولانیاں اور ولولے پیدا کرے کہ وہ اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کی خدمت کا حق ادا کر سکیں۔

ایثار

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (حشر۔۱)

ترجمہ:۔ اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگرچہ ہو اپنے اُوپر فاقہ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے وہی لوگ مُراد پانے والے ہیں۔

عزیز بچّو! فیّاضی کے سب سے اعلیٰ اور آخری درجہ کو ایثار کہتے ہیں اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دُوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت پر مقدّم رکھا جائے۔ خود ننگا رہے، دُوسروں کو پہناتے۔ خود بھُوکا رہے دوسروں کو کھلاتے۔ خود تکلیف برداشت کرے دوسروں کو آرام و سُکھ پہنچائے دُوسروں کی خدمت کرنا اپنا اوّلین فرض سمجھے اور ان کی محافظت کے لئے اپنی جان و مال کا دریغ نہ کرے۔

آیت مذکور میں انصار کے ایثار کی تعریف کی گئی ہے اور اس کا اشارہ جس واقعہ کی طرف ہے اُسے ہم ذیل میں لکھ رہے ہیں۔

ایک صحابی حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھُوک اور پریشانی کی حالت　　عرض کی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے گھروں میں ایک آدمی کو کچُھ لانے کے لئے بھیجا۔ کہیں کچُھ نہ ملا تو سرورِ کائنات نے فرمایا کہ　　کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک انصاری نے اُٹھ کر عرض کی۔ یا رسولُ اللہ! (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں ان کی مہمانی کرونگا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا۔ کہ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مہمان ہیں۔ ان کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا بیوی نے کہا کہ خدا کی قسم! بچّوں کے لئے کچُھ تھوڑا سا کھانا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور گھر میں کچُھ　　نہیں ہے۔

صحابی نے فرمایا۔ بچّوں کو بہلا کر سُلا دینا۔ جب سو جائیں گے تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ اور تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے اُٹھ کر اُسے بجھا دینا۔ چنانچہ جب وہ کھانا لے کر بیٹھے تو بیوی نے چراغ کو دُرست کرنے کے بہانے سے چراغ بجھا دیا۔ دونوں میاں بیوی اور بچّوں نے اللہ کی رضا پر شاکر رہتے ہوئے فاقہ سے رات گزار دی۔ صُبح کو جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

سالانہ گیارہ روپے ۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبیداللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا